یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سُوجھی

خوابیدہ مسلمانوں کی سوئی ہوئی غیرت وحمیت کو بیدار کرنے والا مسلمانوں کی پستی کی سب سے بڑی اور اصل وجہ سمجھانے والا
اور عصر حاضر کے "**عظیم ترین فتنے**" کا سدباب اور انکشاف کرنیوالا لاجواب اور بے باک رسالہ

سکولوں کالجوں کی
تباہ کاریاں

قسط اوّل و دوئم یکجا

تالیف حضرت علامہ مولانا محمد سعد اللہ چشتی صاحب مدظلہ

ناشر مکتبہ افکارِ اہلسنت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ مدرسہ، یہ جواں، یہ سرور و رعنائی

انہیں کے دم سے ہے میخانہ فرنگ آباد

صحیح اسلامی دل و دماغ رکھنے والا اور کوئی بھی سلیم الفطرت انسان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ عالم اسلام کی ناگفتہ بہ حالت، زبوں حالی، تشتت وانتشار اور بگاڑ کی اصلی وجہ اور بنیادی سبب ان اسلامی ممالک میں رائج و نافذ فرنگی نظام تعلیم ہے جس نے وہاں کی نوجوان نسل اور معصوم بچوں کے تہذیب واخلاق، عقائد و نظریات اور دنیا و آخرت کو از اول تا آخر تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

اور یہ بھی ایک زندہ حقیقت ہے کہ فی زمانہ عالم اسلام کی قیادت اور حکمرانی انہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو انگریزی تعلیم کے نتیجے میں یہود و نصاریٰ کے پورے پورے وفادار اور خصیہ بردار ہیں۔

کل عالم اسلام کی طرح خود پاکستان کا بھی یہی حال ہے کہ انگریزوں کے دور اقتدار سے لیکر آج تک خنزیر خور قوم کا وہی لادینی نصاب تعلیم اُسی کفریہ نظام تعلیم کے تحت اُسی جذبے، انہیں مقاصد اور ویسا ہی طرز فکر رکھنے والے افراد کے ذریعے، اُسی ماحول و معاشرہ میں پڑھایا جارہا ہے۔

اگر آپ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے ڈگریوں کی گٹھڑی اُٹھا کر فارغ ہونیوالے ان بیچارے تعلیم یافتہ جاہلوں کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیکر دیکھیں اور کوئی باشعور، زندگی کے حقیقی مقاصد سے آشنا، علم و تعلیم سے واقف، اور دین و دنیا سے باخبر کوئی شخص تلاش کرنا چاہیں تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو سو فیصد مایوسی ہوگی بلکہ ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں اسلام کی ان قتل گاہوں اور ملت اسلامیہ کے ان مدفنوں سے گمراہ و ملحد ہو کر نکلنے والے افراد میں سے کوئی ایسا فرد تلاش بسیار اور جستوئے کامل کے بعد شاید ہی مل سکے جس کے سامنے زندگی کا کوئی نصب العین ہو بلکہ آپ کی بیشتر ایسے اصحاب سے ملاقات ہوگی جن کے ذہن میں اس امر کا بر سے سے کوئی تصور ہی نہیں ہوگا کہ انسانی زندگی کا کوئی مقصد بھی ہونا چاہیئے یا ہو سکتا ہے۔ مگر الاماشاءاللہ

افسوس! صد افسوس بلکہ صد ہزار افسوس!

اخلاق ان معصوموں کے کر کے تباہ اے ظالمو!

سندِ حماقت کیا ملی "سر کا خطاب پُر فریب"

اے کاش! سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے تعلیمی ٹافیاں (اور حقیقت میں زہر قاتل) کھانے والے نوجوانوں کے اندر "بے دین عملے" نے اتنی حس، غیرت اور رمق تو باقی رہنے دی ہوتی کہ اگر وہ

بے خبری یا لاعلمی کی وجہ سے قرآن کے الفاظ میں "مغضوب علیھم" اور "ضالین" اقوام کے پیچھے چل پڑتے تو منزل کا پتا پا کر دوبارہ سوئے منزل تو پلٹ سکتے۔

لیکن یہاں تو صورت حال ہی بالکل مختلف ہے، قاتل اساتذہ کی طرف سے اعلیٰ ڈگریاں اور ڈپلومے جاری ہی اس وقت ہوتے ہیں کہ جب انہیں اس بات کی تسلی اور پورا اطمینان ہو چکا ہوتا ہے کہ اب انکی گردن کا کوئی تسمہ باقی نہیں رہ گیا ہے

اور اگر کوئی سخت جان بسمل ان لاشوں کے ڈھیر میں ابھی بھی سانس لے رہا ہو تو رہی سہی کسر نکالنے کیلیے انہیں امریکی اور برطانوی یونیورسٹیوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جہاں پہنچ کر یہود و نصاریٰ کی آشیرباد سے چلنے والی اسلام کش پاکستانی تعلیمی فیکٹریوں کا تیار کردہ یہ "انگریزی کھلونا" اپنے آپکو ترقی یافتہ گمان کرتا ہے اور اسلام کو ایک چلا ہوا کارتوس (بےکار) یقین کرتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون

یقین مانیئے کہ موجودہ سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور آئے دن گلی گلی اور کوچے کوچے میں قائم ہونیوالی پرائیویٹ اکیڈمیوں اور سکولوں کا مقصد مسلمان لڑکے، لڑکیوں کو لیلیٰ و مجنوں، سسی و پنوں اور ہیر رانجھا بنانے کے سوا دوسرا کچھ نہیں ہو سکتا اور یہ کوئی محیر العقول بات نہیں، حالات بتا رہے ہیں اور ملک کا پورا معاشرہ اس پر دلیل ناطق ہے،

یہ سب تعلیمی نظام ہی کی تو کرشمہ سازیاں ہیں کہ ملکی نظم و نسق سکولی و کالجی تعلیم کے ذلہ خواروں کے ہاتھوں میں ہونے کی وجہ سے نظام سیاست، نظام معاشرت، نظام معیشت بلکہ ہر ہر نظام اور ہر ہر شعبہ ہائے زندگی تباہ و برباد ہو کر رہ گیا ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اسلامی تعلیم و تہذیب، حدود الٰہیہ اور تعزیرات اسلام کا نفاذ، بلکہ اس سے بھی دو قدم آگے نظام خلافت کا تصور ہی عوام تو ہوئے کالانعام خود علمائے دین کے دل و دماغ سے بھی معدوم و مفقود ہو گیا ہے۔ فیاللعجب بقول اقبال۔

آنکھ جو دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اور حقیقت یہ ہے کہ سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، بینکوں، دفتروں، ہسپتالوں، ریلوے اسٹیشنوں، بس اسٹاپوں، اڈوں، ایئرپورٹوں، ہوائی جہازوں، مارکیٹوں، بازاروں، ٹی وی و ریڈیو اسٹیشنوں، سینماؤں، فلموں، ڈراموں، تھیٹروں، تماثیل ہالوں، مجرگاہوں، جمخانوں، نائٹ کلبوں، سڑکوں بلکہ کنجر خانوں اور چکلوں وغیرہ میں بھی مستورات کو چادر و چار دیواری سے نکال کر اسی "حرامی تعلیم و تہذیب" ہی

نے پہنچایا ہے اور یہ تمام مصطفیٰ کریم ﷺ کے نظام تعلیم کو ترک کرنے اور دجالی ۱؎ طرز تعلیم اور نصاب تعلیم کو اپنانے کے نتائج و ثمرات ہیں ورنہ۔

آج بھی آجائے تو آجائیں بہاریں آج ہی
آج بھی زندہ حقیقت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ

جن گمراہ ترین اور الحاد انگیز اداروں میں نوجوان لڑکے، لڑکیوں کو ڈرامہ بازی، ناچ گانا، رقص و سرود، عشق و رومان، نظر بازی، آوارہ گردی وغیرہ کی پوری پوری مشق اور مکمل مہارت باقاعدہ تجربوں، اداکاروں، گلوکاروں اور اوباشوں کو سکولی تقریبوں میں دعوت دیکر، میوزیکل گروپ قائم کر کے اور حمیت اور غیرت و حمیت کا جنازہ نکالنے کیلئے پکنکوں، سیروں اور مطالعاتی دوروں کا خوبصورت فریب جال بچھا کر اور مری اور اسلام آباد وغیرہ کے قدرتی مناظر دیکھنے اور دکھانے کا شیطانی ہتھکنڈہ استعمال کر کے شرم و حیا کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک کر تعلیم کے ٹھیکیداروں اور سائنس و ٹیکنالوجی کے پجاریوں نے حیوانیت ۲؎ کی آخری منزل پر پہنچا دیا ہو۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ وہ تعلیمی غلام ذکر کردہ صورت حال سے دوچار نسلیں ہونگے تو کیا اسلاف کے جانشین ثابت ہونگے۔

عجب بات ہے کہ بوئیں کچھ اور کاٹیں کچھ۔

ببول کے درختوں اور جھاڑیوں سے گلاب کے پھول تو نہیں کھلا کرتے۔ ولنعم ما قیل۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اور اس بات کو دیندار، اسلام پسند افراد اور صحیح الفکر علمائے دین اور دینی مدارس کے طلبائے کرام کا حساس طبقہ بخوبی جانتا ہے کہ مجاہد فی سبیل اللہ اور اسلام کی یادگار شخصیات پیدا کرنا یورپ سے درآمد شدہ تعلیمی نظام کے بس کی بات نہیں بلکہ یہ عظیم الشان کارنامہ تو صرف اور صرف معلم کائنات اور رہبر انسانیت ﷺ کے مبارک و پاکیزہ اور معطر و منبر تعلیمی نظام کے دو ستون (قرآن و سنت) ہی انجام دے سکتے ہیں جنکے فیوض و برکات سے ایسی ایسی نابغہ روزگار ہستیاں پیدا ہوئیں جنکی نظیر تاریخ انسانی پیش کرنے سے عاجز ہے۔

۱؎ = "دجالی" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف کی صحیح حدیث شریف کی رو سے "دجال مسیح" کے ہم نوالہ اور پیروکار "فیشن پرست اور امیر لوگ" ہونگے اور یہ بات شک و شبہ سے بہت بالا ہے کہ سکول و کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیادہ تر "امراء کے لڑکے اور لڑکیاں" پڑھتے ہیں اور ان اداروں سے پڑھنے والوں کی "فیشن پرستی" کا تو کچھ نہ پوچھئے، ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ ہمارے "وجدان" نے ہمیں لفظ "دجالی" کے استعمال کی طرف مائل کیا ہے۔ صدیقی غفرلہ

لیکن اس کے باوجود امت کا یہ صحت مند گروہ اور صالح فکر طبقہ اس باطل نظام کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے سے ابھی تک "ہچکچاہٹ" محسوس کر رہا ہے اور "سوچ و بچار" کی کیفیت میں مبتلاء ہے۔ جبکہ پانی سر سے گزر گیا ہے اور صورت حال علم الیقین کی سرحدوں کو پھلانگ کر عین الیقین کے درجہ میں داخل ہو گئی ہے۔ معاف کرنا، اقبال کا یہ شعر آپکی نذر کر رہا ہوں۔

شعور و فکر کی یہ کافری معاذ اللہ
فرنگ تیرے خیال و عمل کا ہے مسجود

اے کشتیٔ ملت کے ملاحو! اور پشتبانو!
ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ۔

تا تہ و بالا نہ گردد این نظام
دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

رسول اللہ ﷺ کے نظام تعلیم و تربیت کی برکتیں۔

آج ہمیں دنیا میں اسلام کی جتنی بہاریں بھی نظر آرہی ہیں۔ یہ سب نبی کریم ﷺ کے قائم کردہ اس نظام تعلیم ہی کی برکتیں ہیں جس نے اسلامی تعلیمات اور مصطفوی تہذیب و تمدن کو نہ صرف جزیرہ عرب بلکہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا تھا۔

نبی کریم ﷺ اور آپکی مقدس تعلیمی درسگاہ سے تربیت یافتہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تئیس سال کی قلیل مدت میں جو حیرت انگیز انقلاب برپا کیا اس کی برق رفتاری اور اسکے ہمہ گیر اثرات و ماحول نے ان لوگوں کو بھی انگشت بدنداں کر دیا تھا جو سرے سے اس بات کی ہی انکاری تھے کہ یہ دین مکہ کی گلیوں سے آگے بھی جا سکتا ہے۔

۲؎ = ہم نے اس نئی پود اور عجیب الصفات مخلوق کیلئے "حیوانیت" کا لفظ استعمال کیا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ دوسرا کوئی مناسب لفظ نہیں مل سکا جو انکی صحیح ذہنیت کی عکاسی کرتا۔ آپ خود ہی بتائیں کہ ان مرکزوں سے فارغ التحصیل ہونیوالوں کا مقصد زندگی اور جن کی صلاحیتوں اور قوتوں کا مصرف و منبع بقائے نفس اور تناسل کے سوا کچھ نہ ہو ان میں اور حیوانات میں کیا فرق رہا۔ صدیقی غفرلہ

موجودہ سکولوں کالجوں میں نافذ شدہ نظام تعلیم کی نحوستیں

ملک بھر کے جملہ تعلیمی اداروں میں اس وقت کافرانہ تعلیمی نظام نافذ ہے، یہود ونصاریٰ کے فکری و عملی گماشتے پوری ڈھٹائی کے ساتھ اسلام کے نام پر قائم ہونیوالی مملکت میں اس نظام کو جاری وساری رکھے ہوئے ہیں اور انہیں ہر وقت اور ہر لمحے یہ کھٹکا لاحق رہتا ہے۔ کہ کہیں کوئی اسلام کا شیدائی اس ملک میں قرآنی نظام کا پرچم بلند نہ کردے۔ معاذاللہ

تاریخ پاکستان شاہد ہے کہ پچپن سال سے عنان حکومت انہیں اداروں کے پروردہ اور تربیت یافتہ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جنہوں نے اسلام کو ملکی اور عالمی سطح پر ہر جگہ بدنام کیا ہے اور دوسری طرف اہل دین طبقے کی بے بصیرتی ملاحظہ کیجئے جو دن رات، صبح وشام ان آزمودہ یہود ونصاریٰ کے فضلہ خوار حکمرانوں سے تنفیذ الاسلام اور ناموس رسالت ﷺ کی بھیک مانگ رہا ہے اور نت نئے طریقوں سے صرف اور صرف مطالبات کی حد تک اپنا "فرض منصبی[1]" ادا کر رہا ہے۔ جن حکمرانوں کی علمی و عملی حالت اسقدر قابل رحم ہے کہ الف سے انار، ریٹ سے کیٹ اور تھوڑی بہت انگریزی بولنے کے سوا نہ دنیا کی خبر اور نہ آخرت کی فکر۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

اور یہ بات ہم پورے وثوق اور دعوے سے کہتے ہیں کہ موجودہ حکمران تو خیر نظام مصطفیٰ ﷺ کو نافذ ہی نہیں کرنا چاہتے اور اگر بفرض محال نافذ کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکتے اور اسکی وجہ یہ ہے انہیں تو دین اسلام کی ہوا بھی نہیں لگی ہوتی چہ جائیکہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں اسے عملاً نافذ کردیں۔

گر علم ہی نہیں تو پھر عمل کیا ہوگا
جس باغ میں شجر ہی نہیں پھل کیا ہوگا

اگر علمائے کرام اور اسلام پسند شخصیات واقعی اس بات کی خواہاں ہیں کہ پاکستان میں اسلام کا بول بالا ہو، نظام مصطفیٰ کی خوشبو ہر جگہ پھیل جائے اور یہ ملک امریکی ریاست نہ بنا رہے تو اس کا فقط ایک ہی

---

[1] اور حال یہ ہے کہ نظام خلافت کا نام تک نہیں لیتا۔ اور یورپی جمہوریت کے ذریعے برسراقتدار آنا چاہتا ہے۔ اور "خون" دینے کی بجائے دامن پر لہو لگا کر "شہیدوں کی فہرست" میں اپنا نام لکھوانا چاہتا ہے۔ بقول طفیلیے "شہید ہونے کو دل تو بڑا کرتا ہے لیکن کیا کریں سالے جان سے مار دیتے ہیں"۔

فارمولہ ہے، وہ یہ کہ مغربی احتجاجی طریقے بند کردیئے جائیں، اسلامی نظام خلافت کے سوا کسی بھی طرز حکومت (وہ جمہوریت کی کتنا ہو یا مارشل لاء یا کوئی دوسرا نظام) کا نام لیکر یا اس کی حمایت کر کے دوستی کے نام پر یہ اسلام دشمنی [illegible] اس جائے اور علماء کی تمام تقریروں، تحریروں، جلسوں، محفلوں اور دیگر تقریبوں کا محور و مرکز [illegible] عنوان و موضوع اسلام کا عالمگیر نظام سیاست و سلطنت "یعنی خلافت علی منہاج النبوۃ" ہو اور ہر عام و خاص کے سامنے خلفاء راشدین کے بپا کردہ اس نظام شریعت کو اتنے جاندار اور مؤثر انداز میں بلا کم و کاست بیان کیا جائے کہ جسمیں لچک کی ذرا گنجائش نہ ہو اور مفادات اور ذاتیات کی بدبودار ہوا اس تک نہ پہنچ سکے، لیکن ذرا ٹھہریئے!

ہمارا یہ مقصد اور منصوبہ اس وقت تک پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہم سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں رائج یہودیانہ نظام تعلیم کی جڑیں نہ کاٹ دیں اسکی اینٹ سے اینٹ نہ بجادیں اور اسے اپنا اصلی اور ذہین دشمن سمجھ کر اسکے خلاف "بنیان مرصوص" ہو کر اسے ملک بدر (اور بتوفیق الٰہی عزوجل عالم اسلام بدر) کر کے نوجوان نسل کو آگ کے اس خطرناک الاؤ سے نہ نکال لیں۔

کیونکہ یہی وہ کوہ قاف اور انگریزی کھنڈرات ہیں جہاں سے پچیس سال کے طویل عرصہ سے ملک وملت پر قابض خطرناک جنات اور حکومتی انتظامیہ کی مشینری کا ہر ہر پرزہ بڑے طریقے اور سلیقے سے تیار ہو رہا ہے۔

استعارے اور کنایے کی زبان کو چھوڑ کر صاف صاف کہتا ہوں۔ کہ

قیام پاکستان سے لیکر اب تک ملک کا ہر صدر، ہر وزیراعظم، ہر وزیراعلیٰ، ہر گورنر، ہر حاکم، ہر سربراہ، ہر آمر اور کسی بھی قابل ذکر کرسی کا ہر عہدیدار، سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی کوکھ کا نتیجہ ہے۔

اسلامی عدالت انصاف کے عالمی ڈاکوؤں یعنی ججوں کا سارا عملہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا زائدہ و پروردہ ہے۔

اور تو اور شیطان کا چیلہ، جھوٹ کا شہنشاہ، دغابازی اور دھوکہ دہی میں اوّل نمبر دولت کا پٹھو اور انصاف کے قاتل "وکیلوں"[1] اگر علمائے کرام اور اسلام پسند شخصیات واقعی اس بات کی خواہاں ہیں کہ پاکستان میں اسلام کا بول بالا ہو نظام مصطفیٰ کی خوشبو ہر جگہ پھیل جائے اور یہ ملک امریکی ریاست نہ بنا رہے تو اس کا فقط ایک ہی اگر علمائے کرام اور اسلام پسند شخصیات واقعی اس بات کی خواہاں ہیں کہ پاکستان میں اسلام کا

---

[1] پیدا ہوئے وکیل تو شیطاں نے خوش ہو کر کہا　　لو آج ہم بھی صاحب اولاد ہو گئے۔

بول بالا ہو نظام مصطفیٰ کی خوشبو ہر جگہ پھیل جائے اور یہ ملک امریکی ریاست نہ بنا رہے تو اس کا فقط ایک ہی کے گروہ کی جائے پیدائش اور جنم گاہ بھی سکول، کالج اور یونیورسٹیاں ہی ہیں۔ بلکہ ایک عام ممبر سے لیکر صدر تک اور ایک عام پولیس وفوجی اہلکار سے لیکر پولیس اور فوج کے سربراہ تک ہر قابل ذکر ملازم یہیں سے پیدا ہوتا ہے اور اپنی حاصل کردہ تعلیم کے اثرات کے موافق نفاذ شریعت کی راہ میں مستقل رکاوٹ بن جاتا ہے اور جبکہ ہماری اپنی مجبوریاں ہیں جنکی وجہ سے اس اصل بات کو چھپا جاتے ہیں اور نوک زبان پر نہیں لاتے۔ معلوم نہیں شاعر اس وقت کس حال میں بیٹھا تھا جب ہاتف غیبی نے اس موقع کیلئے اس کے دماغ میں اس شعر کا مضمون ڈالا ہو گا۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے مسلمانو!
تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

اور

جو تقلید مغرب سے سنو اے ایشیاء والو!
کہ مغرب کی طرف جاتے ہی سورج ڈوب جاتا ہے

اگر کسی کور دماغ کو نظام مصطفیٰ ﷺ کے عدم نفاذ کی اصل وجہ اب بھی سمجھ میں نہ آئی ہو تو وہ "صور اسرافیل" کا انتظار کرے۔ ہم تو اس مردہ روح پر بطور تدبہ یہی شعر پڑھ سکتے ہیں۔

دانا کیلئے کافی ہے اک لفظ نصیحت
ناداں کیلئے کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

انشاء اللہ آئندہ صفحات میں کچھ ایسے ٹھوس اور ناقابل تردید حوالہ جات پیش کیئے جائینگے جن سے ان نام نہاد تعلیمی اداروں کا اصلی روپ اور بھیانک چہرہ سامنے آجائے گا۔ حقیقت منکشف ہو جائیگی اور ہر کس وناکس پر اتمام حجت ہو جائیگی اور حق وباطل و کھوٹا و کھرا علیحدہ ہو جائے گا۔

اس موقع پر اسلام کا درد رکھنے والے ان ماں باپ اور طلباء وطالبات سے ہمدردانہ التماس کرتا ہوں جو نافہمی یا غفلت کی وجہ سے ان اداروں سے منسلک ہیں یا ایسے اداروں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔

خدارا! فی الفور ان سے دست کش ہو جائیں اور کنارہ کشی اختیار کر کے اسلامی تعلیمات پر عمل کریں اسی میں تمہاری دنیا وعقبیٰ کا بھلا ہے اور اسی میں تمہارے بچوں کے دین وایمان کی بقا ہے اور یہی جنت کا راستہ ہے۔ ورنہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی کے اس قول کی ذرہ برابر بھی وقعت وشنوائی نہیں ہو گی کہ "یا اللہ ہمیں خبر نہ تھی"

لارڈ میکالے کی روحانی ومعنوی اولاد یعنی گورنمنٹ کالج کے خنزیر صفت پروفیسروں کی لڑکوں کو ارتدادی تعلیم

آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ جب کوئی قوم یا ملت اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم وتہذیب کو چھوڑ کر کسی ایسی قوم کے مرتب کردہ نصاب تعلیم کو اپنالے جس کا نظریہ حیات اس سے بالکل مخالف اور متصادم ہو تو اس کا واضح اور دوٹوک مطلب یہ ہو گا وہ قوم اپنے مذہبی ونظریاتی تشخص کو ختم کر کے اجتماعی طور پر خودکشی کرنا چاہتی ہے اور اس دوسری قوم میں مدغم وجذب ہونا چاہتی ہے۔ العیاذ باللہ

اگر کوئی قوم دوسروں کے تجویز کردہ نظام تعلیم کو برضا ورغبت قبول کرے اور اس پر طرہ یہ کہ مطمئن وراضی ہو کر بیٹھ جائے تو جلد یا بدیر چشم فلک کو یہ منظر دیکھنا پڑے گا کہ خود اسی قوم کے نوجوانوں کی نگاہ میں اپنی ہی قوم، اپنا ہی مذہب، اپنی ہی تاریخ، اپنی ہی تہذیب اور اپنے ہی اسلاف اور بزرگان دین کے عقائد ونظریات بلکہ ہر چیز مخدوش اور پراگندہ ہو کر رہ گئی ہے۔

ان کے دل ودماغ پر انہیں لوگوں کے تصورات ونظریات کا ٹھپہ لگ جائے گا جنہوں نے انکے لئے نظام تعلیم تجویز کیا ہے اور یہ کسی بھی قوم کی بدترین خودکشی ہو گی جس کا تصور کوئی صاحب عقل قوم حالت ہوش وحواس نہیں کر سکتی۔

لیکن پاکستان میں یہ طرفہ تماشا ہے کہ

جو حماقت ہم قیام پاکستان سے پہلے کمزوری یا بے بسی کی وجہ سے کر رہے تھے آج بظاہر آزاد ہونے کے بعد بھی کر رہے ہیں۔ وہی نصاب وہی نظام!

ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیئے کہ اسلام کا سارا دارومدار عقیدہ توحید عقیدہ رسالت، عقیدہ آخرت اور ارکان اسلام پر ہے۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک عقیدے کا انکار کر دے تو وہ کھلم کھلا کافر اور مسلمان ہونے کی صورت میں علی الاعلان مرتد ہو گا اور یہ بات جمہور علماء کے نزدیک مجمع علیہ ہے کہ مرتد کی سزا قتل کے سوا دوسری کوئی نہیں ہو سکتی۔

لیکن اسے حالات کی ستم ظریفی قرار دیا جائے یا اسے بے حسی اور بے ضمیری کا نام دیا جائے کہ پاکستان کے دل لاہور میں واقع گورنمنٹ کالج کے مرتد پروفیسر اعلانیہ طور پر لڑکوں کو کفر وارتداد کی تعلیم دے رہے ہیں اور قطعی طور پر منصوص علیہ مسائل کے بارے میں اس طرح کے بیان جاری کر رہے ہیں۔

"نماز عام مسلمانوں پر فرض نہیں بلکہ نماز صرف گناہ گاروں پر فرض ہے، پالتو سور کھانا حلال

ہے اور جنت و دوزخ کا کوئی وجود نہیں یہ صرف مولویوں کے گھڑے ہوئے مسئلے ہیں" معاذ اللہ

(روزنامہ خبریں لاہور ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ)

اور حال ہی میں انہیں پروفیسروں کے تعلیمی نطفے بے دین اتاترک کمال پاشا کے شیدائی اور ملک کے موجودہ سربراہ کسریٰ پرویز (جس نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا تھا) کے ہم نام جنرل پرویز نے نبی کریم ﷺ کی نہایت پسندیدہ اور محبوب ترین سنت مبارکہ داڑھی شریف (جو کہ حکم رسول ﷺ "واعفوا اللحی" کیساتھ مامور ہے) کا مذاق یہ کہہ کر اڑایا۔

"داڑھی بڑھائیں" بسنت نہ منائیں، نیکریں نہ پہنیں، یہ دقیانوسی باتیں ہیں" معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ (روزنامہ خبریں ۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ)

لاہور میں ہونیوالی عالمی پنجابی کانفرنس کے "اعلیٰ تعلیم یافتہ" ایک بدمعاش حمید اختر نے یوں تقریر کر کے قرآن کریم کی توہین کی۔۔

"پاکستان تلاوتاں کرن لئی نئیں بنیا، ترقیاں کرن لئی بنیا اے" نعوذ باللہ۔

(روزنامہ خبریں ۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ)

معزز قارئین! مذکورہ بالا ہر خیالات و بیانات بیرون ممالک سے درآمد شدہ نہیں بلکہ تمام بیانات سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے تربیت پانے والے افراد کے ہیں۔

ہمیں عوام الناس سے اسقدر گلہ نہیں جتنا شکوہ ہمیں ان علمائے کرام سے ہے جو ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے میں تو اتنے ماہر ہیں کہ کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے لیکن ملک بھر کے کثیر الاشاعت اخبارات و رسائل میں شائع ہونیوالے کفر و الحاد سے لتھڑے ہوئے بیانات پر انکے سارے فتوے "دارالافتاء" میں بند ہو کر رہ گئے اور کوئی تھوڑی بہت کاروائی بھی ان دشمنان اسلام کے خلاف نہیں کر سکے۔

وا اسفاہ

کہیں ایسا تو نہیں کہ انکے نام نہاد علماء کے اپنے بچے، بچیاں سکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں میں گمراہ کن انگریزی تعلیم کیلئے کوشاں ہوں اور مصلحت کوشی اور حکومتی مفادات کی وجہ سے اپنے "مستند فتاویٰ" کا رخ کسی اور طرف زبردستی موڑ دیا جاتا ہو۔

؎ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا۔

کراچی کے ملحد و زندیق "ٹیچروں" کی سکول کے بچوں کو دہریائی تعلیم

کراچی کے ایک ماڈرن سکول میں زیر تعلیم ایک نمازی بچے کا اپنے باپ سے مکالمہ ایک رسالے

میں چھپا ہے، اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

ابو جان! آپ مجھے ماڈرن سکول کیوں بھیجتے ہیں، مجھے تو اسکول پسند نہیں ہے۔

باپ! کیوں بیٹا! آخر کیا وجہ ہے؟

بچہ! ابو جان! وہاں لڑکیاں ناچتی ہیں، لڑکے ستار (ایک قسم کا باجا) بجاتے ہیں۔

باپ! توبہ، توبہ، ارے واقعی ایسا ہوتا ہے۔؟

بچہ! ابو پوری بات تو سنیں، ہمارے اُردو کے ٹیچر بہت بڑے شاعر ہیں مگر شراب بھی پیتے ہیں ایک دفعہ انہوں نے "لیکچر" دیتے ہوئے ہمیں بتلایا کہ "روسی خلابازوں نے خدا کو آسمان پر ہر جگہ تلاش کیا ہے مگر کہیں نہیں پایا ہے" نعوذ باللہ

باپ! لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بچہ! ابو! ہمارے "انگلش کے ٹیچر" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بتلاتے ہیں اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے بارے تو عجیب و غریب باتیں کرتے رہتے ہیں کہ "دیکھو اتنی عورتوں سے انہوں نے شادی کی" نعوذ باللہ

ابو اور بتلاؤں! ہمارے "سائنس کے ٹیچر" ہمیں بندر کی اولاد بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "ڈارون نے اسے ثابت کر دیا ہے"

ابو! کیا ہم واقعی بندر کی اولاد ہیں؟ آپ تو کہتے تھے کہ ہم آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور ایک دن ہمیں "تاریخ کے استاد" نے سبق میں بتلایا کہ

"مسلمان فاتحین بد کردار تو نہ تھے مگر ڈاکوؤں اور لٹیروں جیسا مزاج ضرور رکھتے تھے" معاذ اللہ

(مسلم طالبات ص ۳۸ تا ۳۹)

قارئین کرام! خوب پہچان لیجئے، یہ انہیں شکار گاہوں کے شکاری ہیں جنہوں نے دروازوں کے باہر قد آدم بورڈ لگا کر "نئے شکار" کو پھانسنے کیلئے اس طرح کی عبارتیں لکھی ہوئی ہیں۔

"آئیں تشریف لائیں اور دیکھیں کہ ہم فروغ تعلیم اور معیار تعلیم کیلئے کیسے کوشاں ہیں" سبحان اللہ۔

وہی قتل بھی کرے وہی لے ثواب الٹا
دستِ قاتل ہے کہ محنت کا صلہ مانگے ہے

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ

ان حالات میں ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور ہماری طرف سے کیا ردعمل ہونا چاہیئے تو انکی جناب میں گزارش ہے کہ اگر آپ واقعی اپنے دین کے ساتھ مخلص ہیں تو آپ کی پہلی ذمہ داری تو یہ ہے کہ

اپنے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کو ان مقتلوں کی دہلیز پر قدم نہ رکھنے دیں اور لڑکیوں کو گھر میں اور لڑکوں کو اسلامی مدارس میں دینی تعلیم سے روشناس کرائیں" اور دوسری ذمہ داری شاعر کی زبانی سنئے۔

تہذیب نو کے منہ پہ ایسا تھپڑ رسید کر
جو اس "حرامزادی" کا حلیہ بگاڑ دے

"ترقی کرانے" اور "ڈسپلن" سکھانے کا انوکھا طریقہ

کچھ عرصہ قبل امریکی سکول کی ایک خاتون ٹیچر کے بارے میں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی

"بچے توجہ نہیں دیتے خاتون اساتذہ نے برہنہ ہو کر پڑھانا شروع کر دیا"

۲۹ سالہ مس ٹرینی اور مسز کیرن نے اپنے موقف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

"۲۴ شاگردوں کی یہ جماعت جس میں لڑکے اور لڑکیاں شامل ہیں، اناٹومی کے پیریڈ میں قطعاً دلچسپی نہیں لیتے تھے جس پر ہم نے یہ انوکھا طریقہ ایجاد کیا اور کپڑے اتار کر فوراً بلیک بورڈ کی طرف منہ کر کے پڑھانا شروع کر دیا"۔

(روزنامہ پاکستان ۱۲ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ)

ہو سکتا ہے کہ کوئی "پیمانہ باز مسٹر" یا "تاویلاتی مولوی" کہے کہ ہمارے سکولوں کا "تعلیمی معیار اور ترقی کا انداز" ان سے کہیں زیادہ بہتر ہے، پاکستانی سکولوں کو امریکی سکولوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اُمید ہے کہ ایسے "بابوؤں" اور "عذر لنگ" کرتے ہوئے ان اداروں سے ایلفی کی طرح چمٹے رہنے والوں کے لئے ذیل کا حوالہ "زنانے دار طمانچہ" ثابت ہوگا۔

لاہور شہر کے ایک ماڈل سکول کی ہیڈ مسٹریس نے ... یں کلاس کی ایک طالبہ کو، جس نے ... کلاس روم میں جاکر جہاں نصف سے زائد لڑکے

شلوار اُتروا کر کچھ وقت تک سب کے سامنے اسے الف ننگا کھڑا رکھا گیا"۔

(روزنامہ خبریں، لاہور ۳۱ جنوری ۱۹۹۶ء)

آہ! شہروں اور دیہاتوں میں ہزاروں کی تعداد میں قائم شدہ یہ وہ "خفیہ اور باقانون چکلے" ہیں، جو اپنی حرامکاری کی کانوں کان خبر نہیں ہونے دیتے اور لوگوں کو "بے وقوف" اور "اُلو" بنانے کیلئے خوبصورت تختی، پر یہ شعر لکھ کر لگا دیتے ہیں۔

قسمت نوع بشر تبدیل ہوتی ہے یہاں
اک مقدس فرض کی تکمیل ہوتی ہے

مسلمانو! ذرا سوچو تو سہی اور غور تو کرو!

کیسے ظالم ہیں وہ لوگ جو صر صر کو صبا کہتے ہیں
کیسے عیار ہیں وہ لوگ جو ظلمت کو ضیاء کہتے ہیں

کسی شاعر نے مسلمانوں کو اس انجام بد سے خبردار کرتے ہوئے کس قدر "تلخ" مگر حقیقت افروز بات کہی ہے۔

وہ بدنام جلوہ گری کالجوں کی — مسلمان لڑکی پری کالجوں کی
نہیں ہے اگر "حمل و اغوا" گوارا — تو اسکول، کالج سے کیجئے کنارہ

واضح رہے کہ پاکستانی سکولوں میں پڑھایا جانیوالا نصاب تعلیم مکمل طور پر یہودیوں کی گرفت میں ہے

نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کیلئے "پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ" کا شائع کردہ نصاب ہی کافی تھا۔ مزید کسی تحریک کی ضرورت نہ تھی لیکن اس پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ مسلمان نوجوانوں کو "آتش کدہ یورپ" میں آخری دھکا دینے کیلئے ایک غیر ملکی ادارے "آکسفورڈ پریس" سے ساز باز کر کے حکومت کی جانب سے ایک "خصوصی نصاب" تیار کرلیا گیا جس کی مدد سے نرم و ملائم انداز میں "مغربیت" کی "نوک دار پھانس" کو نسل نو کے دل و دماغ میں بڑی چابکدستی سے اُتار دیا گیا۔

ارتیاب وتشکیک میں مبتلا کیا، کتنے افراد کا قرآن مجید پر ایمان متزلزل کیا، کتنے لوگوں کا آسمانی وحی پر اعتماد خراب کیا، کتنے لوگوں کو گمراہ و بے دین بنایا، کتنے لوگوں کو آوارہ و عیاش بنایا، کتنے لوگوں کو بدعمل اور زناکار بنایا، کتنے لوگوں کی غیرت و حمیت کو درگور کیا، کتنے مردوں اور عورتوں کو بے غیرت و بے ضمیر بنایا اور کتنے لوگوں کی نظر میں اسلام کے ہر حکم کو مشکوک اور یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار نابنجار کے ہر قول و فعل کو محبوب و مطلوب بنایا یہ ایمان فروشوں کی ایک لمبی داستان ہے جسے الفاظ کے حصار میں محصور نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس سلسلہ طویل کو ریاضی کے ہندسوں میں سمویہ جاسکتا ہے کیونکہ یہ سارا دھندہ تعلیم و ترقی کے نام پر "خفیہ خفیہ" ہوتا ہے جسے حساب و کتاب اور اعداد و شمار کا جامہ اور بیڑیاں پہنانا کم از کم میرے جیسے کم علم اور ہیچ مندان کے بس سے باہر ہے

کسی حقیقت شناس شاعر نے کتنا برمحل کہا ہے ۔

ستم کیشی کو تیری کوئی پہنچا ہے نہ پہنچے گا
اگرچہ ہوچکے ہیں تجھ سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

موجودہ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کے خاتمے کا طریقہ کار

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ تعالیٰ

پاکستان کے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مروجہ نصاب تعلیم کی اساس کفر و گمراہی پر رکھی گئی ہے، اور کفر و گمراہی کا گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہونا اظہر من الشمس ہے لہذا قرآن کریم کی اس آیت مقدسہ کی رو سے مروجہ نصاب تعلیم کو موجودہ نظام تعلیم کے زیر انتظام و انصرام پڑھنا، پڑھانا، اسکی حمایت کرنا، سکولوں، کالجوں کا حصہ بننا، اس نصاب تعلیم کی نشر و اشاعت میں حصہ لینا، اور کسی بھی طریقے سے اس سے تعاون کرنا یا اپنی اولاد کو ان میں پڑھنے کے لیئے بھیجنا مذکورہ آیت کی روشنی میں گناہ و برائی پر تعاون اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

اور حدیث شریف کی رو سے ہر شخص اپنی اپنی حیثیت و ہمت کے مطابق مروجہ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کے سدباب اور روک تھام کا پابند ہے اور اسے ہر حال میں اپنی طاقت کے مطابق اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہیے

دانشوران اسلام اور علمائے ربانی پر موجودہ حالات میں بہت بڑا فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ موجودہ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کی ایک ایک خرابی اور ایک ایک برائی کو بھرپور طریقے سے عوام کو سامنے بیان کرتے ہوئے اس نظام و نصاب سے عدم تعاون اور مقاطعہ کے لئے قوم کو آمادہ کریں اور لوگوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرائیں کہ وہ قطعاً اپنی اولاد کو ان غیر اسلامی اداروں میں داخلہ نہ دلائیں۔

اسلامی نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کے حامی بہت سارے طلباء ان اداروں میں نادانستہ طور پر اور ناواقفیت کی بناء پر زیر تعلیم ہیں، ان طلباء کو مختلف النوع تبلیغی جلسوں میں دعوت دے کر پورے نظم و ضبط کے ساتھ تیار کریں، اور انہیں زندگی کی حقیقت اور دنیا و آخرت کی صحیح اسلامی فکر دلا کر مشورہ دیں کہ وہ ان اداروں میں پڑھنے پڑھانے کا خیال مکمل طور پر ترک کر دیں اور ان مقاصد کے حصول کے لئے سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کو دس سال کے لئے مقفل بھی کرنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظامہائے تعلیم میں نصابات تعلیم کی اہمیت وافادیت مسلمہ ہے۔ کسی بھی نظام کے تحت پڑھایا جانے والا نصاب تعلیم طلباء کے ذہن کو بگاڑنے یا سنوارنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ بلکہ انہیں صحیح سمت یا غلط راستے پر ڈالنے میں "ریڑھ کی ہڈی" کی حیثیت رکھتا ہے۔

نصاب تعلیم ایک نظریاتی آلہ کار ہے جو اپنے مرتبین کے خیالات ونظریات کی واضح عکاسی کرتا ہے مزید واضح الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ تعلیمی نصاب کو ذریعہ بنا کر اہل قلم حضرات اپنے افکار وآراء کو طلبہ کے ذہن میں منتقل کرتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نصاب تعلیم میں اگر عیسائیت کی روح کارفرما ہوگی تو طلبہ عیسائی ، اگر اسلام کی روح جلوہ گر ہوگی تو طلبہ مسلمان اور اگر منافقت کی روح کا حلول ہوگا تو طلبہ منافق تیار ہونگے ، پاکستان کے سرکاری تعلیمی اداروں کا تعلق تیسری قسم سے ہے۔ جہاں کے سند یافتہ حضرات کی حالت اتنی دگرگوں ہوتی ہے کہ نہ "ادھر" کے رہتے ہیں نہ "ادھر" کے۔ بلکہ "ادھر" کے بھی نہیں رہتے اور بیچارے ترقی کے مارے یوں گویا ہوتے ہیں

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب تعلیم کا جائزہ لینے سے قبل پاکستان بھر کے تعلیمی اداروں پر ایک نظر ڈالیے۔

وضاحتی نقشہ حسب ذیل ہے:۔

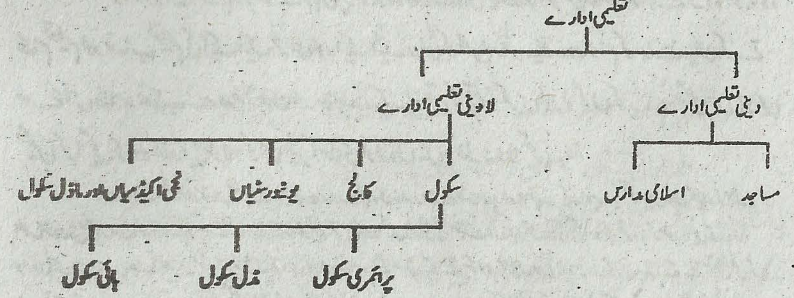

وضاحت:۔ دینی اور لادینی کی تقسیم سے ہماری مراد محض دینی اور دنیاوی تعلیمی ادارے نہیں بلکہ خالص دینی ادارے اور خالص لادینی سکول، کالج، اور یونیورسٹیاں مراد ہیں، سرکاری اداروں میں تو مکمل لادینی نظام کے تحت وہ کمال تک پہنچ چکے ہیں ساختہ نصاب تعلیم پڑھا اور پڑھایا جارہا ہے۔ جبکہ مذہبی تعلیم دینے کے دعویدار اسلامی مدارس دو قسم پر ہیں۔

(i) جو تمام مغربی علوم وفنون سے گریزاں ہو کر قرآن وسنت کے علوم مقصودہ ومحمودہ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے شب وروز کوشاں ہیں۔ اور "عصری علوم کے عصری فتنوں" سے باخبر ہیں اگرچہ انکی تعداد بہت کم ہے لیکن یہ اسلامی مدارس امت مسلمہ کا قابل صد افتخار سرمایہ ہیں۔

(۲) دوسری قسم کے مدارس بھی "زبانی" طور پر تو علوم اسلامیہ کی تعلیم کے مدعی ہیں لیکن نیرنگی دوراں کی وجہ سے آشنائے دردون عصر رواں ہیں اور "علوم عصریہ" کے "نت نئے فتنوں" کو سمجھنے سے قاصر و عاجز ہیں۔ انہوں نے مغربی علوم وفنون کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور کلی یا جزوی طور پر انہیں قبول کر لیا ہے۔ ان کی ناگفتہ بہ حالت کا اندازہ وہاں کے طلباء کی سعی واخلاق سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

زیر نظر کتابچے میں "لادینی اداروں" میں پڑھے اور پڑھائے جانے والے سازشی نصاب کو جائزہ لیا گیا ہے۔

سے لے کر یونیورسٹی سطح تک کی کتابوں کا بغور مطالعہ کرکے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ موجودہ نصاب تعلیم "ظلمات کو گہوارہ" ہے جسے پڑھ کر حالت تو در کنار ایک سچا مسلمان اسلامی ریاست میں اسکا وجود بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ در اصل اس نصاب تعلیم کے در پردہ "ترقی" کے نام پر قوم کے قلوب واذہان میں شیطانی تعلیم کے ذریعے الحاد بھرے جا رہے ہیں جسکا "تریاق" تلاش کرنا مشکل ہے کیونکہ ظاہری امراض کی تشخیص اور جانچ پڑتال کے ذریعے با آسانی سمجھا جا سکتا ہے لیکن پوشیدہ اور باطنی بیماریوں کو معلوم کرنا حکیم کے لئے سخت دشوار ہے۔ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیمی نصاب کی ظاہری خرابیوں اور گمراہیوں کو تو معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی بآسانی توجہ کرنے سے جان سکتا ہے۔ لیکن یہ نصاب تعلیم جس چیز کی اصل وجہ اور سب سے بڑا محرک بن رہا ہے وہ "خاموش کفر والحاد" ہے کیونکہ اعلانیہ کفر کو تو ہر خاص و عام جان لیتا ہے لیکن ان "خیالات کے تیروں" اور "یورپ کی تیار کی ہوئی ایجادات اور پالیسیوں" کے پیچھے چھپے ہوئے اس "ساکت اور غیر محسوس الحاد" کو جو اہل نظر ہی سمجھ سکتے ہیں اور پھر وہی تو ہیں جو اپنی تعلیمی شہر کی سڑکوں میں آکر مار کر بیٹھے ہوئے اس "انگریزی صاحب" کا سر کچلتے ہیں اور "اسلامی تلوار" سے اس "دیو فرنگ" کا سر دھڑ سے جدا کر کے میدان میں اپنا نام لکھواتے ہیں۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

موجودہ نصاب تعلیم کے کفریات، گمراہیاں اور خرابیاں

سرکاری اداروں میں رائج غیر اسلامی نصاب تعلیم ہرگز اس قابل نہیں کہ اسے ایک لمحہ بھی برقرار رکھا جائے اس کی چند وجوہات ہیں۔

(۱) موجودہ سازشی نصاب تعلیم ملت اسلامیہ کے دین وایمان، اخلاق واطوار، تہذیب وتمدن کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے۔ موجودہ نصاب کی بدولت ہی الفت ومحبت اور اخوت وشفقت، تہذیب یعنی "گندگی کے سمندر" سے بدبودار اور پر تعفن ذخیرہ اور بڑا شہر بن کر پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے اور ملت محمدیہ کی جان اور پہچان "غیرت ایمانی" کو ختم کرنے کے لئے شب وروز کوشاں ہے۔

(۲) اس "سرکاری نصاب" کی تقریباً ہر کتاب میں اسلامی احکامات سے بغاوت یا کم از کم کسی نہ کسی صورت مخالفت تو ہے ہی، تضحیک اور استہزاء کا عنصر موجود ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ (سورۃ النساء آیت ۱۴۰)	ترجمہ: جب تم سنو کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور مذاق اڑایا جا رہا ہے تو مت بیٹھو ان (کفر واستہزاء کرنے والوں) کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں ورنہ تم بھی انہیں کی طرح ہو گے۔

(۳) موجودہ نصاب تعلیم نوجوان نسل کو جس سوچ اور فکر سے دوچار کر رہا ہے وہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ اس تعلیمی نظام کے بد اثرات ملک کے اطراف میں مسلمان بچے پیدا تو ہو رہے ہیں مگر اس کے اثرات سے تو مشرقی بن رہے ہیں، شکل وصورت، زبان وبیان، سوچ وفکر، خیالات ونظریات، عادات واطوار اور گفتار وکردار کے اعتبار سے "خالص انگریز" بن جاتے ہیں۔

(۴) موجودہ سازشی نصاب تعلیم نے نوجوانوں کا مزاج اس حد تک "باغیانہ" بنا دیا ہے کہ وہ بیشتر اسلامی تعلیمات کو نفرت سے دیکھنے لگے ہیں اور اسکے برعکس یورپ سے آنے والی ہر چیز پر فوراً بلا تحقیق "ایمان" لے آتے ہیں چاہے وہ اسلام کی انتہائی معارض ہی ہو۔

تراشیدہ گھٹیا ترین دعویٰ "نظریہ ارتقاء" اور امریکی سائنسدانوں کی طرف سے "چاند پر پہنچنے" کا باطل دعویٰ ہی کیوں نہ ہو۔ حالانکہ اخبارات کی تفصیلات کے مطابق اس ڈرامائی سرگرمی میں شریک خود ایک امریکی خلائی سائنسدان ماہر بل کے سنگ نے اپنی کتاب "ہم چاند پر نہیں گئے" میں اس دعوے کو جھوٹ کا پلندہ اور تاریخی فراڈ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ 30 ارب ڈالر کا فراڈ اور ڈرامہ تھا جسکی عکسبندی "نیواڈا" کے ریگستانوں میں کی گئی۔ چاند سے لائے گئے پتھروں کے اجزاء وہی ہیں جو زمین کے ہوتے ہیں اور چاند پر سے لی گئی زمین کی تصویریں سراسر فراڈ اور جھوٹ ہیں۔ (روزنامہ پاکستان لاہور، ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

(۵) سکولوں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا جانے والا نصاب بعینہٖ وہی ہے جو آکسفورڈ، کیمبرج اور دیگر یورپین یونیورسٹیوں کا ہے فرق صرف بین بین کا ہے۔ بلکہ اب تو بعض اداروں میں یہ فرق بھی ختم کر کے خود انہیں مذکورہ یونیورسٹیوں کا تیار کردہ نصاب منگوا کر ترقی کے نام پر زمانی تقاضوں کا نام دیکر اور سہانے مستقبل کے سبز باغ دکھلا کر یہ "زہر کا پیالہ" بھی بے عقل والدین کے نا سمجھ بچوں کے حلق میں انڈیلا جا رہا ہے۔

(۶) عیسائی مشنریوں نے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب تعلیم کو پڑھ کر نکلنے والے ناپختہ ذہن افراد کی سادہ لوحی اور انکی اسلام سے ناواقفیت کی بناء پر پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد کی قلیل مدت میں عیسائی مبلغین نے ضعیف الاعتقاد پاکستانی باشندوں کو عیسائی بنانے میں اتنی زبردست کامیابی حاصل کی ہے جسکی مثال برصغیر میں پورے ڈیڑھ صد سالہ برطانوی دور حکومت میں نہیں ملتی۔ عیسائی مبلغ نہایت خاموش طریقے پر انتہائی تیزی اور سرگرمی کے ساتھ عیسائیت کے بیج بو رہے ہیں چنانچہ قیام پاکستان سے قبل اور بعد کی "مسیحی اقلیت" میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(۷) رائج الوقت نصاب تعلیم کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ "کالے انگریز یا مشرقی انگریز" پیدا کرتا ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں مغرب کی اندھی تقلید کو اپنا شعار بنا کر زندگی کے آخری سانس تک انگریزوں کے غلام بنے رہتے ہیں اور مغرب کے مقرر کردہ زاویہ ہائے نگاہ سے باہر نکل کر سوچنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔

(۸) اس نصاب تعلیم کو چونکہ انگریزوں کے جگر گوشے یعنی پروفیسر حضرات مرتب کرتے ہیں اور پی ایچ ڈی کی "سند حماقت" لیکر بزعم خویش مفسر قرآن بن بیٹھتے ہیں لہٰذا یہ "بے دال کے بودم" اکثر نصابی کتب بالخصوص سائنسی کتب میں ام الکتب قرآن حکیم کی ان آیات طیبات کو جو آفاق و انفس اور کائنات سے متعلق ہیں۔ یعنی انہیں سائنس دانوں کے فاسد قیاسات و نظریات اور خیالات و تصورات پر پوری صفائی بلکہ ڈھٹائی کیساتھ منطبق کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں خواہ اس نظریے کی تغلیط قرآن کریم سے ثابت ہو پاتی ہو انہیں تو ضرور بالضرور توڑ مروڑ کر اور کھینچا تانی کر کے سائنسی نظریے کو قرآن کے موافق ثابت کر کے "سائنس دان محقق عصر" اور "نابغہ روزگار" کا لقب حاصل کرنا ہے اور بس۔

اقبال نے کیا خوب بات کہی ہے

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پاژند

حالانکہ یہ ایک زندہ و جاوید حقیقت ہے کہ قرآن و سنت کی تعلیمات قطعی اور حتمی ہیں اور سائنس کی جو بات ظنی اور غیر یقینی ہے۔ تا آنکہ خارجی حقائق انکی تصدیق یا تکذیب نہ کر دیں۔ کیونکہ سائنس کی بنیاد آزمائش و تجربہ ہے اور سائنس کا نقطہ نگاہ "انہ لبی قمر" کا نتیجہ تھا ۔۔۔۔ قرآن کریم میں ہے۔

وخلق الانسان ضعیفا (سورۃ النساء آیت ۲۸) ترجمہ:۔ اور انسان کمزور پیدا کیا گیا۔

اپنے آپکو اہل دانش و بینش سمجھنے والے لوگ اسے اپنے تئیں بہت بڑی "دینی خدمت" گردانتے ہیں حالانکہ اپنے خیال و فکر کے مطابق سائنسی نظریات پر قرآن کریم کی آیات کو منطبق کرنے کی کوشش قرآن کی کوئی خدمت نہیں بلکہ سائنسدانوں کے جب ایسے نظریات غلط اور لغو ثابت ہوتے ہیں تو یہ کوشش قرآن کریم کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ افسوس ہے ان "جاہلی مفسروں" پر

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

(۹) سازشی نصاب تعلیم کو ترتیب دیتے ہوئے وجود باری تعالیٰ کے منکر مرتبین دیگر کتب میں بالعموم اور سائنسی کتب میں بالخصوص ایسا ملحدانہ طرز تحریر اختیار کرتے ہیں کہ کتابوں میں اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنے کی بجائے "قدرت، فطرت یا نیچر" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ تاکہ خالق کائنات کا اعتقاد دل و دماغ میں جاگزیں ہی نہ ہو سکے اور ان کتابوں کو پڑھنے والے اس بات میں پختہ ہو جائیں کہ یہ کائنات ایک حادثے کا نتیجہ ہے اور بغیر کسی چلانے والے کے اپنے آپ چل رہی ہے۔ انسان اپنی تقدیر کو آپ ہی بناتا اور بگاڑتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے حاملین کے خیال میں کائنات کا کوئی خالق ہے نہ مالک بس "قدرت یا فطرت" ہی سب کچھ ہے گویا "قدرت یا فطرت" کا ایک نیا "تصوراتی بت" تراش کر اللہ تعالیٰ کے نام کی جگہ اسے ذہنوں میں راسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

"نصابی صلیبیں" کی مرتبہ نے کیا ہی حقیقت افروز بات کہی ہے۔

"یہ طرز عمل اس معروف ملحدانہ نقطہ نظر کا غماز ہے کہ یہ کائنات ایک "اتفاق" کے نتیجے میں وجود میں آئی اور پے در پے "اتفاقات" ہی کے نتیجے میں سرگرم عمل ہے "قدرتی عوامل" کی شکست و ریخت یا کسی اور "اتفاق" کے نتیجے میں خود بخود اختتام کو پہنچ جائے گی یا پھر انسان اپنی کد و کاوش سے اس قدر ترقی کر جائے گا کہ "موت و حیات" کو مسخر کر کے "کائنات" اور "انسان" کو (نعوذ باللہ) "اہدیت" کی صفت سے متصف کر لے گا۔ (نصابی صلیبیں صفحہ ۴۰)

اس ملحدانہ طرز تحریر کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں

"زندگی کے لئے یہ بڑا ناخوشگوار اور بدنصیبی کا حامل حادثہ ہے کہ عہد حاضر کے ترقی یافتہ دور میں انسانی کاوشوں سے پیدا کردہ بعض کیمیائی مرکبات" کے بخارات اوزون کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ ان کیمیکلز نے اوزون گیس کو ضائع کر دیا ہے جس سے اوزون کی حفاظتی تہہ میں شگاف پڑ گئے ہیں۔ ان شگافوں کے سبب سطح زمین کے موسموں میں بہت سی تبدیلیاں محسوس کی گئیں ہیں۔ بہر حال شاید "قدرت" کو ہم پر رحم آ گیا ہے اب ایسی خبریں بھی آ رہی ہیں کہ "قدرتی عوامل" نے ان شگافوں کو پر کر کے رکھ دیا ہے جس سے موسم دوبارہ اپنی شکل میں آ رہا ہے۔ (کیمیا برائے جماعت نہم و دہم صفحہ ۳۳۱)

محترم قارئین:۔ اللہ تعالیٰ کے نام کو چھوڑ کر قدرت، قدرتی عوامل اور فطرت جیسے الفاظ کا استعمال کر کے مرتبین دراصل یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کائنات اپنے ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے خود بخود چل رہی ہے جسکی کوئی ابتداء ہے اور نہ انتہاء اور ظاہر ہے کہ یہ خالصتہً "دہریائی فکر" ہے اور منکرین خدا کا عقیدہ ہے۔

مسلمان بھائیو! غور کرو کیا ایسی تعلیم پانے والے شخص سے کبھی بھی یہ بات کہنے کی ضرورت پیش آئے گی کہ "تو خدا کا انکار کر" بلکہ وہ تو رفتہ رفتہ اپنے آپ ہی خالق کائنات کی ہستی سے لاپرواہ اور آخرکار خدا کا منکر بن جائے گا۔ العیاذ باللہ

قرآن حکیم نے ایسے ملحدوں کو کتنے احسن انداز میں خبردار کیا ہے:۔

فذٰلکم اللہ ربکم الحق فماذا بعد الحق الا الضلٰل فانّٰی تصرفون

ترجمہ:۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا حقیقی پروردگار ہے پس حق کے بعد کیا ہے بجز گمراہی کے پھر تمہیں (حق سے) کدھر موڑا جا رہا ہے۔

(سورہ یونس آیت ۳۲)

(۱۰) عربی مسلمانوں کے نزدیک مقدس زبان ہے اور اسکا تقدس اس وجہ سے ہے کہ یہ زبان اللہ تعالیٰ کی محبوب اور رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ ہے۔ یہ قرآن وسنت کی زبان ہے بلکہ اہل جنت کی زبان ہے اسی "محبوبیت" کی بناء پر عربی زبان کو تمام زبانوں پر افضلیت حاصل ہے لیکن یہ مبارک زبان "انگریزی کے رسیا حضرات" کو راس نہیں آتی ہر وقت اسکی مخالفت کیلئے کمربستہ رہتے ہیں اور مسلمانوں کے اذہان سے اسکی محبت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ موجودہ حکمرانوں نے تو بدبختی اور نالائقی کی انتہا کردی ہے کہ اس قرآنی لغت کو غیر ملکی زبان" قرار دے دیا ہے۔

باطل قوتیں، اسلام دشمن حکومتیں، یہود ونصاریٰ کے ایجنٹ اور تہذیب مغرب کی گندگی کے تمام "گندے کیڑے" کان کھول کر سن لیں یہ مقدس اور پاکیزہ زبان قرآن کی زبان ہے قرآن پاک کی محافظ خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کرکے قرآن کریم کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا ہے گویا کہ اسلام کی ابدی اور دائمی تعلیمات کیطرح اسلام کی پسندیدہ لغت سید اللسان "عربی زبان" بھی صبح قیامت تک اپنی اصلی شکل وصورت میں برقرار رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

برادران اسلام! سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لئے سازشی نصاب تیار کرنے والے یہودی الفکر سرپرستوں نے اپنے خبث باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عربی زبان کی برائے نام جو کتب شامل نصاب کی ہیں انکا نام "کتاب العربی" متعارف کرایا ہے اور اس کتاب کا نام "لغۃ الاسلام یا لغۃ القرآن والسنۃ" رکھنے سے جان بوجھ کر گریز کیا تاکہ یہ ظاہر ہو کہ یہ تو محض "ملک عرب" کی زبان ہے اسلام کے ساتھ اسکا کوئی "خاص تعلق" نہیں اور ہمارے موقف کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ ۱۹۸۸ء میں جب نئی حکومت قائم ہوئی تو اس نے برسر اقتدار آتے ہی موجودہ حکومت کیطرح عربی زبان کی ڈٹ کر مخالفت کی اور نصاب میں شامل عربی کتابوں کا سابقہ نام "لغۃ الاسلام" ختم کرکے "کتاب العربی" نام رکھ دیا اس وقت چھٹی جماعت کی "لغۃ الاسلام" میں زبان نبوی کی شان وعظمت کو بیان کرنے والی مندرجہ ذیل نظم ہوا کرتی تھی ازاں بعد اسے نصاب سے صرف اسلئے خارج کردیا گیا کہ کہیں طلبہ کے اذہان "اسلامی لغت" کی محبت کے اثرات قبول نہ کرلیں۔

وہ نظم یہ ہے:۔

العربیہ . العربیہ	لغة القوة و الحربة
لغة السلام ملغة القرآن	لغة الاخلاق المرضیہ
لغة البیان لغة التشریع	لغة الاحادیث النبویہ
لغة التالیف لغة التاریخ	لغة الدول الاسلامیہ

(۱۱) اس نصاب تعلیم کے مرتبین ومصنفین انتہائی "لومڑ مزاج" اور "شاطر" واقع ہوئے ہیں۔ جس غیر اسلامی نظریے اور خیال کو نوجوانوں کے ذہن میں راسخ کرنا مقصود ہو اسکے تمام تر نفسیاتی حربوں کو استعمال کرتے ہیں۔

لارڈ میکالے نے تو مغربی نظام تعلیم کی درجہ بندی اپنے خیالات کی منتقلی کے لئے پرائمری، مڈل، ہائی سکول، کالج اور پھر یونیورسٹی کی شکل میں کی تھی لیکن اسکے "مشرقی فرزندوں" نے اس مشن کی تکمیل میں اپنے "باپ" کو بھی مات دیتے ہوئے شاطرانہ اور عیارانہ چالوں کی مدد کردی ہے۔ مثلاً نفوس انسانی کی قاتل سوچ "خاندانی منصوبہ بندی" ہی کو لیجئے ابتدائی جماعتوں سے لیکر ایم اے تک کی کتابوں میں اس پر "روشنی" ڈالی گئی ہے۔ کہیں "ترقی کا راز" اور "آبادی کا خطرہ" جیسے عنوان دیکر اور کہیں "آبادی کے مسائل" کی رسا جما کر۔

یہ طریقہ واردات نویں جماعت تک کی کتابوں کے مضامین میں تدریجاً جاری وساری رہتا ہے ادھر بچہ سن بلوغت اور

جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے ادھر میٹرک سے ایم اے تک کی کتابوں میں "منصوبہ بندی" کے عملی طریقوں سے واقفیت کی ترغیب اور تجاویز دیتے ہوئے "آخری نمائش" کی جاتی ہے کہ

یہ حقیقت اب تسلیم کرلینی چاہیے کہ قومی سکون، خوشیوں اور خوشحالی کی چابی "چھوٹا خاندان" ہے۔

(انگلش جماعت دہم صفحہ ۱۵۱)

ہم نے بطور نمونہ یہ ایک جھلک پیش کی ہے دیگر غیر اسلامی نظریات کے ارسال وانتقال کے مختلف فریبی حربوں کو اسی پر قیاس کرلیں۔

(۱۲) اکثر نصابی کتابوں میں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ (نعوذ باللہ) دینی تعلیم ادنیٰ اور جدید سائنسی تعلیم اعلیٰ تعلیم ہے۔ مثلاً علامہ اقبال کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے تحریر کیا جاتا ہے کہ علامہ اقبال نے ابتدائی دینی تعلیم سیالکوٹ کے مولوی میر حسن سے حاصل کی اور پھر "اعلیٰ تعلیم" کے لئے لندن اور جرمنی چلے گئے اور قانون کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی۔ وغیرہ وغیرہ

بلکہ دسویں جماعت کے مطالعہ پاکستان میں تو صاف صاف لکھ دیا گیا ہے کہ "پاکستان میں کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم کو اعلیٰ تعلیم کہا جاتا ہے"

(مطالعہ پاکستان برائے نہم ودہم صفحہ ۱۲۲)

چند مستثنیات کے علاوہ سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ کی "مذہبی حالت" کی تفصیل درکار ہو تو اسی نصاب تعلیم کے ڈسے ہوئے اور سیکولر ماحول کے مرکز گورنمنٹ کے پروفیسر سجاد علی زندیق کے مذکورہ ذیل کافرانہ اور ارتدادی نظریات پڑھیے:۔

"موجودہ سائنسی دور میں قرآن کی تعلیمات (نعوذ باللہ) پرانی ہوچکی ہیں، اسلام کیسا مذہب ہے کہ آپ دوسری خاتون کا چہرہ بھی نہیں دیکھ سکتے، شادی کا بندھن نہیں ہونا چاہیے، ہلکی پھلکی شراب نوشی ذہنی استعداد بڑھاتی ہے، مذہب سے اتنا متاثر نہیں ہونا چاہئے کہ زندگی جہاد میں گزر جائے، انسان کو اچھائی کا ٹھیکیدار نہیں بنا رہنا چاہئے" نعوذ باللہ (روزنامہ یلغار ۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۲)

ان نظریات کے حامل بے دین پروفیسر نے مذکورہ کفریہ کلمات کا آزادانہ استعمال کرتے ہوئے تقریر کے آخر میں مزید کچھ کر بجھتے ہوئے "مردہ دلان لاہور" کی چھاتی پر مونگ دلتے ہوئے کہا۔

"معافی چاہتا ہوں کہ اسلام کے بارے میں، میں مزید کچھ نہیں کہہ سکا" نعوذ باللہ

(روزنامہ یلغار ۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۲)

نگل جا اے زمیں! ناپید انہیں اے آسمان کردے
نہ یوں چین سے بیٹھیں گے، یہ بے غیرت پروفیسر

(۱۳) غدار اسلام اور خلافت عثمانیہ کے قاتل ترک حکمران کمال پاشا کے کردار اور اصل افکار ونظریات سے پاکستان کے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ کمال پاشا ترکوں کی غیرت ایمانی کا غاصب اور بدنام زمانہ شرابی حکمران تھا، اس کے اندر خدا کا اعتقاد تھا نہ زندگی بعد موت کا یقین، علمائے اسلام کا سخت مخالف تھا، جہاد کا دشمن اور شیطان کا آلہ کار تھا۔ اسنے شریعت کے خاتمہ اور ان قاضیوں کی دینی عدالتوں کی منسوخی کی پرزور وکالت کی تھی جو اسلامی قانون کے شارح وترجمان تھے۔ اس کا عقیدہ تھا کہ خدا کا کہیں وجود نہیں اور انسان ہی اپنی تقدیر بناتا ہے۔ اسلام اور راسخ العقیدہ مذہبیت سے اسکو شدید نفرت تھی یہ وہ ظالم انسان ہے جس نے ترکی سے خلافت عثمانیہ کا ۱۹۲۴ء میں خاتمہ کرکے مغربی جمہوریت کو رواج دیا اور ترکی خلافت کے شیخ الاسلام کے سر پر جو اسلام کے ایک بہت بڑے عالم اور ایک قابل احترام بزرگ تھے۔ قرآن پاک پھینک کر مارا (نعوذ باللہ) وہ تہذیب جدید (دراصل تہذیب خبیث) کا پرجوش پجاری اور اسکا ایک وفادار حواری تھا۔ اس نے عمامہ شریف سمیت سر کے ہر لباس کو خلاف قانون قرار دے دیا اور انگریزی ہیٹ کا استعمال لازمی کردیا۔ مذہبی

حلقے کے وہ افراد جنہوں نے اس منحوس اور متکبر شخص کے خلاف آواز اٹھائی یا تو وہ پھانسی پر چڑھا دیئے جاتے تھے اور یا پھر اذیت خانوں میں پابند سلاسل بنا دیئے جاتے۔ وہ شراب، عورتوں اور موسیقی کا شائق تھا۔ اس نے ترکی میں شرعی اداروں اور محکموں اور اسلامی قانون شریعت کو ملک بدر کر کے سوئزرلینڈ کا قانون دیوانی، اٹلی کا قانون فوجداری، جرمنی کا قانون بین الاقوامی تجارت نافذ کیا اور پرسنل لاء کو یورپ کے قانون دیوانی کے مطابق ماتحت کر دیا، دینی تعلیم ممنوع قرار پائی، پردہ کو خلاف قانون قرار دیا۔ مخلوط تعلیم کا نفاذ کیا گیا، عربی حروف کی جگہ لاطینی حروف جاری ہوئے، عربی میں اذان ممنوع قرار پائی اور قوم کو اسلامی لباس ترک کر کے "انگریزی لباس" پہننے کا حکم دیا۔

اس ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اس خونخوار نے اسلام پسند ترکی قوم اور حکومت کی دینی اساس کو توڑ پھوڑ کے ختم کر دیا اور قوم کا مذہبی نقطہ نظر بالکل ہی بدل ڈالا۔ بقول اقبال

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا — سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

(تفصیل کے لئے دیکھئے مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش صفحہ ۱۳ تا ۱۴)

مرقومہ بالا تفصیلات مسلم امہ کے عدیم النظیر دشمن کمال پاشا کے بارے میں ثابت شدہ حقائق ہیں لیکن سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی اکثر اردو وانگلش کتابوں میں کمال پاشا کو "ترکی کا نجات دہندہ" اور "مصلح قوم" اور ترکوں کا ایمانی اور روحانی قاتل ہونے کے باوجود "اتاترک" (ترکوں کا باپ) جیسے القابات سے نوازا گیا ہے۔ اور قوم کے بچوں کے شعور و لاشعور میں اسے "اصلاح پسند راہنما" کے طور پر سمویا گیا ہے۔ بیشتر نصابی کتابوں کے علاوہ گیارہویں اور بارہویں جماعت کی انگریزی کی کتاب میں "مصطفیٰ کمال" نامی مضمون میں زوال پاشا کی غیر اسلامی شخصیت کو عظیم راہبر و مصلح کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اور ترکی سے اسلامی تہذیب و ثقافت اور آثار خلافت کے خاتمہ کو "اصلاحات" کا نام دیا ہے اور خلیفہ وقت کیلئے "سلطان" کا لفظ استعمال کر کے مضمون کے مصنف نے اپنے ذہنی و قلبی عناد کا ثبوت دیا ہے۔

(دیکھئے گیارہویں اور بارہویں جماعت کی انگریزی کی کتاب صفحہ ۱۱۸)

(۱۴) لارڈ میکالے کا جانشین موجودہ سازشی نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کا بانی ثانی سر سید احمد خان جو کہ مسلمانوں کی پستی کا اصل ذمہ دار ہے، اسے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی اکثر نصابی کتابوں میں قوم کا عظیم راہنما اور مسلمان راہبر ظاہر کیا گیا ہے حالانکہ جیکے کفریات سے کتابیں بھری پڑی ہیں تفصیلات کے لئے الطاف حالی کی حیات جاوید اور سر سید کی اپنی تفسیر، تفسیر القرآن کا مطالعہ کیجئے۔

(۱۵) اسلام گالی گلوچ کو سخت ناپسند اور گھٹیا فعل قرار دیتا ہے لیکن دسویں جماعت سے اگلی جماعت والی کالجوں اور یونیورسٹیوں کی انگریزی کتابوں میں موجود انتہائی گندی گالیاں باقاعدہ سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی ہیں، اسلام تو دشنام گوئی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا لیکن کالج کی دنیا کے "مہذب دشنام باز" اور "اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں" کے نزدیک شاید گالیاں بھی ادب عالیہ کا "ادبی حصہ" ہیں کیونکہ ان کتب کے مؤلفین کے بقول ایسا یہ "ادبیانہ شہ پارے" ہیں جو بچوں کو "ادیب و صحافی" بنانے کیلئے پڑھائے جا رہے ہیں۔

افصح الفصحاء اور جامع الکلم حضور ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ کس قدر جامع ہے۔

اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

ترجمہ:۔ جب تو بے حیا ہو جائے تو جو چاہے کر (کیونکہ جب غیرت نہ رہی تو ایسے بے غیرت سے کسی فعل بد کے صدور کی حیرت نہ رہی)

(۱۶) دسویں جماعت کی "معاشیات" میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا تذکرہ "مسلمان سائنسدان" اور "پاکستانی سائنسدان" کے عنوان کے تحت بڑے زور و شور سے کیا گیا ہے حالانکہ غدار اسلام ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پکا مرتد اور کالا کافر ہے اور نہ صرف یہ کہ اسلام کا کھلم کھلا دشمن ہے بلکہ پاکستان کا بھی غدار ہے۔ اسکے نظریات جاننے کے لئے مرقومہ ذیل بیانات کو بغور پڑھیئے:

۱۹۷۹ء میں سٹاک ہوم میں نوبل انعام حاصل کرتے ہوئے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے اس نے کہا

"میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں پھر پاکستانی ہوں"

(ہفت روزہ زندگی لاہور ۱۴ جون ۱۹۹۰)

پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے کے فیصلے پر اس نے اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا

"جو سلوک مسٹر بھٹو نے قادیانیوں سے کیا ہے میں اس پر یہی دعا کروں گا کہ نہ صرف مسٹر بھٹو بلکہ ان تمام کا بیڑا غرق ہو جو اس فیصلے کے ذمہ دار ہیں" (ہفت روزہ چٹان لاہور ۱۲ اپریل ۱۹۷۹ء)

جن دنوں قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تھا ٹھیک انہیں دنوں مسٹر بھٹو کے دور حکومت میں ایک سائنسی کانفرنس منعقد ہوئی۔ ان دنوں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی بیرون ملک مقیم تھا۔ حکومت کیطرف سے کانفرنس میں شرکت کے لئے انہیں دعوت نامہ بھیجا گیا۔ یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے پاس پہنچا تو اس نے دعوت نامے پر مذکورہ ذیل جملہ لکھکر وزیراعظم سیکرٹریٹ کو بھیج دیا

"میں اس لعنتی ملک پر قدم رکھنا نہیں چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے"

(امام احمد رضا ایک ہمہ جہت سائنسدان صفحہ ۱۴)

قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ڈاکٹر عبدالسلام جیسے متعصب قادیانی کو کس طریقے سے ان نمک حرام قلمکاروں نے "مسلمان اور پاکستانی سائنسدان" ظاہر کیا۔ اور اسکے غیر مسلم اور مرتد ہونے کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ کیا یہ مسلمان لڑکوں کو ملحد بنانے کی سازش نہیں یعنی انسان کو محض "مادی تحقیقات و ایجادات" کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ چاہے عقیدہ اس کا کچھ بھی ہو اور مذہب اسکا کوئی بھی ہو مسلمان ہو یا کافر، یہودی ہو یا عیسائی قادیانی ہو یا دہریہ غرضیکہ جو کچھ بھی ہو لیکن مادہ پرست سائنسدان ہو۔

ضروری تنبیہ:۔ قرآن وسنت کی رو سے قادیانی جماعت محض مجرد کافر ہی نہیں بلکہ مرتد اور واجب القتل ہے۔ کیونکہ انہوں نے اسلام کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کیا ہے اور مرتد کی تعریف ہی یہی ہے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرلے، لہٰذا اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کیطرف سے قادیانیوں کو مجرد کافر قرار دیئے جانے کا قادیانیوں کو عظیم فائدہ حاصل ہوا ہے کہ انہیں اقلیتی فرقہ تسلیم کر کے سرکاری تحفظ دیا گیا ہے حالانکہ اسلامی ریاست میں مرتدوں کے تحفظ و حقوق کی کوئی گنجائش نہیں۔ عدم توبہ کی صورت میں انہیں تہ تیغ کر دینے کا حکم ہے۔ جیسا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور ان کے پیروکاروں کو واصل جہنم کر دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی جڑ کٹ گئی اور انکی نسل و جماعت آگے نہ بڑھ سکی جس طرح کہ آج قادیانیت ہزاروں سے بڑھ کر لاکھوں کی تعداد میں پھیل گئی ہے۔ بہرحال یہ قائدین تحریک ختم نبوت سے "تاریخی خطاء" واقع ہوئی ہے جسکا ازالہ ضروری ہے۔ سنجیدہ فکر علمائے کرام کو اس بارے میں از سر نو غور و فکر کرنا چاہیے۔

(۱۷) موجودہ سازشی نصاب تعلیم کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ نصاب ساز اداروں نے اتنی فنکاری کے ساتھ اسے مدون کیا ہے کہ اسے پڑھنے والوں کی پوری ذہنی تربیت اس نقشے پر ہوتی ہے جو نقشہ قرآن وسنت کے بالکل برعکس ہے۔ جب ایک شخص کو غیر مسلم بنانے کے تمام ذرائع مہیا کر دیئے جائیں اور وہ ان پر عمل بھی کرے، اگر اس کے بعد اسکے ہاتھ میں عربی اور دینیات کی چند کتابیں تھما بھی دی جائیں تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا جبکہ ان کتابوں کو عارضی طور پر نصاب میں شامل کرنے کا مقصد بھی یہی ہو کہ کہیں ان اداروں پر "غیر مسلم" بنانے کا الزام عائد نہ ہو جائے۔ اگر سو (۱۰۰) طالب علموں میں سے اکا دکا کوئی لڑکا مکمل اعتقادی اور عملی طور پر سچا مسلمان رہ بھی جائے تو اس میں سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ "اتفاقی حادثہ" اس بات کا بین ثبوت ہوگا کہ یہ نوجوان "فطرت سلیمہ" پر پیدا ہوا تھا جو "کافر سازی" کے ماحول سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

(۱۸) سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب تعلیم نے تین طرح کے افراد تیار کیے ہیں۔

ایک وہ طبقہ جس پر "فرنگیت" کا رنگ غالب ہے۔ کچھ انگریز بن گئے اور کچھ انگریز بننے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ (یہ پرنسپلز اور اکثریتی طبقہ ہے)

دوسرا وہ طبقہ جس پر "اسلامیت" غالب ہے تاہم وہ بھی کہ اس کا رنگ گہرا ہو یا فرنگیت کے اثر سے پھیکا پڑ گیا ہو (اس کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے)

تیسرا وہ طبقہ ہے جو ادھر ڈول رہا ہے نہ پورا انگریز ہے اور نہ پورا مسلمان
(یہ اکثریت میں دوسرے نمبر پر ہیں۔)

اسی تیسرے گروہ کے بارے میں اقبال نے کہا ہے کہ۔

یہ بتان عصر حاضر کہ بنے ہیں مدرسے میں
نہ ادائے کافرانہ، نہ تراش آزرانہ

(۱۹) بچوں اور نوجوانوں کو اسلام سے دور کرنے کے لئے شعبہ نصاب سازی نے ہی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی کہ ان کے ذہنوں کو بگاڑنے کے لئے مزید کسی ہتھیار کی گنجائش ہوتی لیکن اس پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ عنان تدریس و تعلیم بھی ایسے "فرنگی معماروں" کے ہاتھوں میں دے دی گئی جو "مغربی طرز تعمیر" میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اور ایک ہم ہیں کہ اپنے بچوں کے فکر و عمل کی باگ ڈور ان افراد کے ہاتھوں میں دے کر اپنی اولاد کو "مرد مومن" بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ واہ بھئی واہ! کیا کریلے کی بیل سے خوشہ انگور کی توقع رکھنا حماقت کی انتہا نہیں ہے۔

لیکن ان ماہر تعلیموں کے لئے اب بھی ایک بات وجہ پریشانی بنی ہوئی تھی وہ یہ کہ مذہبی طبقے کو کیسے تسلی دلایا جائے کہ ہم مسلمان بچوں کو "اسلام کا باغی" نہیں بنا رہے۔ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ دینیات اور عربی مضامین کے لئے چند چیدہ "مولوی" رکھ لئے جائیں تاکہ اگر کوئی زبان اعتراض دراز کرے تو فوراً ان "مقدس گائیوں" کو بمطابق حدیث شریف ان "گونگے شیطانوں" کو پیش کر دیا جائے۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

(۲۰) اس نصاب تعلیم کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اس کو پڑھنے والے افراد کو آپ لاکھ سمجھائیں، تبلیغ کریں، اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں اور قرآن و سنت کے دلائل پیش کریں معدودے چند افراد کے علاوہ ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اپنی "بے مقصد زندگی" کے خیالی خول میں ہی مست رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اس کا سبب واضح ہے کہ نصاب تعلیم ان کے ایمان و اعتقاد کی جڑیں اس قدر کھوکھلی کر چکا ہوتا ہے کہ ان کے اندر "دینیات" کی قبولیت کا مادہ ہی نہیں رہتا۔ بھلا آپ خود سوچیں جس نام نہاد تعلیم یافتہ لوگوں کی اکثریت کے یقین و اعتقاد کو گھن لگ چکا ہو تو آخر ہمارے پاس اور کون سی چیز ہے جس کا استعمال کر کے ہم انہیں "اخلاقیات و انسانیات" کے اصولوں پر قائم رکھ سکیں۔

اکبر نے سچ کہا ہے۔

مشرقی تو سر دشمن کو کچل دیتے ہیں
مغربی اس کی طبیعت ہی کو بدل دیتے ہیں

(۲۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ ملک بھر کی مارکیٹوں، اڈوں، بازاروں، چوکوں، سڑکوں اور تمام اہم مقامات پر فحاشی، عریانی اور شہوانی تصورات سے لبریز اور گندی، ننگی اور انتہائی فحش تصاویر پر مشتمل ڈائجسٹ، فلمی رسالے، میگزین اور اخبارات و رسائل کے دیوان

اور سرپرستی و تنظیم اور عوام کے تقدس کو پامال کرنے والے یہ "شہوت پرست کتے" کون ہیں۔ تمہیں معلوم تو ہم بتا دیتے ہیں۔ "معاشرے کے ناسور" یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عرصہ دراز تک سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے "فحش نصاب" سے فیض حاصل کیا ہے۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ ان میں سے کسی کے پاس بی اے کی سند ہے اور کسی کے پاس ایم اے کی اور کسی نے پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔

اور خالص اسلامی ماحول میں پرورش پانے والا انسان تو ایسا غیر اخلاقی اور غلیظ لٹریچر چھاپنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا جس کی اشاعت کا ارتکاب کر کے ان کمینہ خصلت لوگوں نے قوم کے ایک معتدبہ حصے کے اخلاق و کردار کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔

(۲۲) شاید آپ کو اس بات کا علم نہ ہو کہ "ہوشربا نصاب" کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ یہ نصاب ننگا، لچا، ڈاکو، بدمعاش، قاتل اور فسادی غرضیکہ "کھڑپینچ" کی جملہ انواع بھی تیار کرتا ہے۔ کون نادان ہے جو اس حقیقت سے انکار کی جرأت کر سکتا ہو کہ فلموں، ڈراموں اور تھیٹروں کی دنیا سے تعلق رکھنے والے افراد (خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی) میں سے کوئی ایک بھی "جاہل" نہیں بلکہ سب کے سب سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے "سند یافتہ" "اعلیٰ تعلیم یافتہ" ہیں۔ ورنہ۔۔۔

آپ مانیں نہ مانیں آپ کی مرضی
ہم نیک و بد نے آپ کو سمجھا دیا ہے

(۲۳) اس نصاب کے کیا کیا کمالات بیان کئے جائیں۔ وی سی آر، سینما گھر اور کیبل نیٹ ورک کے ذریعے فحاشی اور بے حیائی کو عام پھیلانے والے افراد کے تمام عملے نے بھی اسی نصاب سے "استفادہ" کیا ہے بلکہ ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشنوں کی جملہ فحش نشریات کے سرپرست گروہ نے بھی تمام "تعلیمی مراحل" یہی نصاب پڑھ کر سر کئے ہیں۔

اس سلسلہ تحریر کے آخر میں ہم اپنے ان "بھولے بھالے" اور "سادہ دل" بھائیوں کو نہیں بھول سکتے جو ٹی وی، وی سی آر، سینما گھر، کیبل نیٹ ورک، فلموں، ڈراموں، تھیٹروں اور بے حیائی کے تمام مراکز کی تو کھل کر بھی چپکے چپکے اور ڈٹ کر مخالفت کرتے ہیں لیکن لطف یہ ہے کہ جب انہیں کہا جائے حضور آپ کی مخالفت بجا، آپ کا جذبہ تبلیغ برحق، لیکن ان تمام شعبوں کے سربراہوں کو تو بچپن سے لے کر جوانی تک اور جوانی سے لے کر بڑھاپے تک سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی "مہذب تعلیم" نے خراب کیا ہے۔ آپ ان اداروں کے اسلام دشمن "نصاب تعلیم" اور "نظام تعلیم" کے خاتمے کے لئے جدوجہد کیوں نہیں کرتے؟ تو کہتے ہیں

نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری

کیونکہ جب پورے ملک میں "خالص اسلامی نصاب تعلیم اور نظام تعلیم" کا نفاذ ہو جائے گا اور اگلی تربیت اسلام کے مقدس ماحول میں ہوگی تو اسلامی معاشرتی اقدار کو دیمک کی طرح چاٹنے والے اور مغربی افکار و نظریات کے "مشتاق چاند" کو "نورانی" سمجھ کر "ہو ہو" کرنے والے یہ ٹولے خود "اپنا اقتدار" چھوڑ کر اپنی موت آپ مر جائیں گے۔

تو ان کی یہ ساری باتیں سن کر ہمارے یہ "پر اسرار بھائی" "حقانی اسلام" نافذ کر کے اصل بات کو ماننے کی بجائے آئیں بائیں شائیں کرتے نکل جاتے ہیں۔

اپنی لغزش پہ ذرا بھی نہیں نادم ہوتے
ایک یہی عیب ہے اس دور کے انسانوں میں
اور
نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق ان کو
آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور

عزیز تر از جان مسلمان بھائیو!

گزشتہ صفحات میں "کڑوے کڑوے حقائق" میں ہم نے جو کچھ تحریر کیا ہے بحرف بحرف آپ کی جہالت اور دنیاوی حقائق کو پیش نظر رکھ کر تحریر کیا ہے۔ کسی جگہ اگر ہم تحریر میں سخت و درشت لہجہ اختیار کیا گیا ہے تو وہ بھی اپنے غافل بھائیوں کو بیدار کرنے اور جھنجھوڑنے کے لئے ہی کیا گیا ہے۔ کیونکہ — تحریر کا مقصد تنقیص نہیں تھا

اس سے قبل اس سازشی نصاب تعلیم کے اثرات و نتائج کو بیان کیا گیا ہے۔ آئندہ اوراق میں مغرب زدہ حکومت پاکستان کے زیر تحت نصاب ساز اداروں کی سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کیلئے منظور شدہ فرسودہ نصاب والی کتابوں کی "اصل عبارات" مع حوالہ جات نقل کی جا رہی ہیں۔ جن کو پڑھنے پڑھانے سے سرکاری تعلیمی اداروں کا کوئی استاد اور کوئی طالب علم بھی بچ سکتا نہیں۔ جو کہ دو فیصد افراد کو چھوڑ کر 98 فیصد طبقے کی ذہن سازی کر رہی ہیں جن کے ورق ورق میں موجود "روح مغرب" کی تاثیر کی سبب سے ہونے کے کہ اعلیٰ کی حیثیت رکھنے والے پاکستانی نوجوان مٹی کا ایک ڈھیر ثابت ہوتے ہیں اور پاکستان میں رہتے ہوئے بھی "دیار مغرب" کے خواب ہی دیکھتے رہتے ہیں۔ ان عبارات کے مطالعے کے بعد آپ کا بلکہ ہر مسلمان کا دل بھی اس بات کی گواہی دے گا کہ ہم نے جو کچھ تحریر کیا ہے محض قیاسات پر مبنی نہیں بلکہ سو فیصد "حقیقت ہی حقیقت" ہے۔

میں خود غرض نہیں ہوں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکر چمن ہے مجھکو ، غم آشیاں نہیں!

مسئلہ:- یاد رہے کہ ان آئندہ والی عبارات کو صحیح سمجھ کر پڑھنے پڑھانے اور شائع کرنے والا شخص کافر اور مرتد ہوگا۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائیگی اور ایسے کے ساتھ کسی بھی قسم کا لین دین سخت حرام ہوگا۔

لیجئے دل پر ہاتھ رکھ کر ان عبارات کو پڑھئے!!!

مسلمان اور کافر آپس میں بھائی بھائی ہیں

اللہ تعالیٰ نے تو مومنوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا ہے لیکن سکولوں میں ہمارے بچوں کو یہ پڑھایا جا رہا ہے۔

"ہمارے غیر مسلم بھائی، مسلمانوں کے تہواروں کی خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کے اپنے تہوار بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً عیسائی ۲۵ دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم ولادت مناتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسٹر کا تہوار کافی مشہور ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کے بھی اپنے تہوار ہوتے ہیں۔ مسلمان اپنے غیر مسلم بھائیوں کی خوشیوں میں بڑھ چڑھ کر شریک ہوتے ہیں"۔ [illegible]

جہاد کا دور ختم ہو چکا ہے

قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق تو کفار سے جہاد قیامت تک جاری رہے گا لیکن "اوپن یونیورسٹی" اسلام آباد نے اپنی کتابوں کے ذریعے لاکھوں میں یہ پیغام نشر کر دیا ہے۔

"ایک زمانہ تھا کہ حق و باطل میں حد امتیاز قائم کرنے کیلئے مجاہدین شمشیر بکف ہو کر میدان کارزار میں اترتے تھے۔ یہ طریقہ کار اس زمانہ (زمانہ ساخت) کی "روح عصر" تھا۔ یہ "روح عصر" آج کی دنیا میں فرسودہ قرار پائے گی۔ حق و باطل میں تمیز کا معیار موجودہ دور میں "دلائل کی قوت" ہے۔ دلائل کے دور میں "شمشیر زنی" جہالت، بربریت تصور ہوگی۔ (نعوذ باللہ)

(علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی بی اے کے لئے شائع شدہ کتاب عربیہ ۔ صفحہ ۲۲۹،۲۳۰)

طبی تحقیقات کے نتیجے میں موت کا خاتمہ ہو جائے گا

کلام باری تعالیٰ کے مطابق دنیا کی ہر چیز فانی ہے اور ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا پڑے گا بلکہ موت تو اتنی اٹل چیز ہے جس کا انکار آج تک کوئی بڑے سے بڑا کافر بھی نہیں کر سکا۔ لیکن ننگ آفاق اوپن یونیورسٹی دنیا کو موت کے خاتمے کی "خوش خبری" بھی دے رہی ہے۔ نعوذ باللہ پڑھئے اور سر دھنیے۔

"آثار یہ بھی ظاہر کر رہے ہیں کہ طبی تحقیقات کا نتیجہ ایک دن موت کے حتمی خاتمہ کی شکل میں نمودار ہوگا شہیدوں کے بارے میں سنا تھا کہ وہ زندہ جاوید رہتے ہیں۔ آئندہ ہر شخص زندگی پانے کے بعد اس سے محروم نہیں ہو سکے گا"۔ (نعوذ باللہ)

(بحوالہ مذکورہ عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۷۸)

دوسری جگہ لکھا ہے کہ "موت پر قابو پا کر آج کا انسان عمر خضر پانے کی جدوجہد میں مصروف ہے"

(عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۶۳)

کسی نے کیا خوب کہا ہے:-

انسان خدا بننے کی کوشش میں ہے مصروف
خدا یہ تماشا بھی دیکھ رہا ہے

رفتہ رفتہ انسان نوری مخلوق، جن یا فرشتوں کا روپ دھار لے گا

اسلامی نظریہ کے مطابق انسان کی موجودہ شکل کسی ارتقائی عمل کا نتیجہ نہیں، روز اول سے لے کر انسان آج تک اپنی اصلی شکل میں موجود رہا ہے۔ اور اب بھی اپنی اصل شکل میں موجود ہے لیکن نصاب مرتب کرنے والے پروفیسروں کی "خر دماغی" ملاحظہ فرمائیے کہ وہ اسی جیتی جاگتی دنیا میں ڈارون کے "مردہ اور احمقانہ نظریے" کو پھر سے بال و پر لگا کر اپنے ساتھ ساتھ دوسرے انسانوں کو بھی "بندر کی اولاد" ثابت کرنے پر مصر ہیں۔ حالانکہ یہ نظریہ سراسر اسلامی نظریہ حیات کے خلاف ہے اور اسلامی نقطہ نظر کے خلاف بنی نوع انسان کی ابتداء کا تعلق آدم علیہ السلام سے توڑنے کی "گہری سازش" ہے۔

لیکن یہ تمام حقائق اپنی جگہ مسلّم سہی، دنیائے امکانات کے "لنگوروں" کی تو بس ایک ہی رٹ ہے کہ "ممکن ہے کہ آہستہ آہستہ ہم ہی لوگ نوری مخلوق، جن یا فرشتہ بن جائیں۔ آخر انسان کی موجودہ شکل بھی تو صدیوں کا فاصلہ طے کر کے یہاں تک پہنچی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حیاتیاتی ارتقاء کے بارے میں ڈارون کا نظریہ جاری ساری رہے گا۔"

(بحوالہ مذکورہ حیاتیات برائے بی اے صفحہ ۲۸۰)

انسان سب سے کمتر اور بندر سب سے اعلیٰ مخلوق ہے

یہ بات ہر کس و ناکس بھی جانتا ہے کہ انسان سب سے اشرف و برتر مخلوق ہے لیکن نامعلوم کہ "بندر کے اندر" وہ کونسی خوبی اور وصف ہے جسکی وجہ سے "ددا ر بندر کا عشق" ان لوگوں کی رگ میں سما گیا ہے۔ اور بندر کو اپنے سے اعلیٰ مخلوق تسلیم کر کے اس سے "محبت کی پینگیں" بڑھانے کے لئے اسطرح کی عبارتوں کو رٹے پڑھا رہے ہیں۔

"درحقیقت انسان سب سے کمتر جانور ہے اور بندر اعلیٰ مخلوق ہے"

(بی، ایس، سی انگلش کی کتاب کی پہلی کہانی بعنوان "لعنتی نسل انسانی")

زمانہ حال کا انسان ماضی کے ہر انسان سے زیادہ باعلم ہے

صحیح روایات کے مطابق دنیا جوں جوں دور نبوت سے دور ہوتی چلی جائے گی اور جیسے جیسے زمانہ قیامت کی طرف بڑھتا چلا جائے گا ویسے ویسے ہی علم حقیقی گھٹتا، مٹتا اور اٹھتا چلا جائے گا۔ لیکن اسے کیا کہیے کہ موجودہ دور کے "خران دجال" زمانہ ماضی مطلق کے ہر معاشرے کے ہر انسان (حتی کہ معاذ اللہ انبیاء علیہم السلام بھی اس عموم میں شامل ہیں) کو آج کے انسان سے "کم علم" اور "ناقص الفہم" قرار دے رہے ہیں۔ نعوذ باللہ

چنانچہ لکھتے ہیں:۔

موجودہ معاشرہ میں رہنے والا انسان ماضی کے "ہر معاشرے" میں رہنے والے "ہر انسان" سے زیادہ باعلم ہے" معاذ اللہ

(اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی شائع شدہ عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۶۱)

ایضاً! "لاریب جدید معاشرے کا ہر انسان خواہ وہ کہیں بھی رہائش رکھتا ہو۔ تہذیب وتمدن کے اعتبار سے وہ کتنا ہی "غیر مہذب" ہو، بہرحال تمام گذشتہ تمدنوں کے باسیوں سے کہیں زیادہ "باعلم" ہے" معاذ اللہ

(عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۶۳)

نیز "جس طرح ماضی کے مقابلے میں آج کا جدید معاشرہ زیادہ علم رکھتا ہے، اس طرح مستقبل میں معرض وجود میں آنے والے معاشروں میں "علم" اور بھی زیادہ "وسیع" ہوگا"۔ (عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۸۱)

انسان خود اپنی تقدیر کا مالک ہے

مسلمان "ایمان مفصل" سے ہی اسلام کے اس بنیادی عقیدے کا سبق پڑھتے چلے آرہے ہیں کہ انسان کی اچھی اور بری تقدیر کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے لیکن سکول، کالج اور یونیورسٹیاں قوم کے بچوں کو اس طرح کے مضامین پڑھا کر "قدریہ" بنا رہی ہیں۔

"آج کا انسان قناعت پسندی کو ایک دقیانوسی تصور خیال کرتا ہے" "تقدیر پرستی" کا نصب العین اپنی افادیت کھو چکا ہے۔ اب موجودہ عالمی معاشرہ اس بات کا قائل ہے کہ انسان خود اپنی تقدیر کا مالک ہے" معاذ اللہ

(عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۶۶)

اب ایمان بالغیب کا نہیں، ایمان بالشہادت کا زمانہ ہے

امت مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے انبیاء علیہم السلام تمام مخلوق سے اعلم اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے عارف ہیں۔ لیکن ننگ آفاق علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے بی اے کے نصاب میں بدبخت پروفیسر اقبال بخت کی ایک ایسی سیاہ تحریر شامل کی ہے جسمیں مادہ پرست سائنسدانوں کو معاذ اللہ نبیوں سے بھی زیادہ صاحب علم ثابت کیا گیا ہے۔

کلیجہ تھام کر پڑھیے:۔

ف! آج کہاں ہیں محبت رسول ﷺ کا دم بھرنے والے وہ سنی علماء جنھوں نے "براہین قاطعہ" کی سید عالم ﷺ سے شیطان کے اعلم ہونے والی ناپاک عبارت کے رد و جواب میں تو ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔ (جو ان کا فرض منصبی بھی تھا) لیکن آج سکولوں اور یونیورسٹیوں کے سازشی نصاب تعلیم کی غلیظ کتابوں میں نہ صرف حضور ﷺ بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام کی سخت ترین توہین کی اس قدر بیہودہ عبارات ... ان میں موجودہ معاشرے کے "ہر ہر فرد" کو ماضی کے "ہر ہر معاشرہ" کے ہر ہر فرد (آدم علیہ السلام اور جملہ انبیاء کرام علیہم السلام سمیت اب تک) سے زیادہ "باعلم" قرار دے دیا گیا ہے۔ علمائے امت کی یہ مجرمانہ خاموشی چشم پوشی ہم سرکاری ملازمت اور محکمہ اوقاف کی نوکری کی خاطر اپنے بچوں کی انگریزی تعلیم کیلئے ضروریات دین کی توہین برداشت کر کے اتنی بھاری قیمت تو نہیں چکائی جا سکتی۔ صدیقی غفرلہ

"شہادت کے ذریعے اور تجربے کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کا زمانہ بھی موجودہ زمانہ ہے۔ گذشتہ زمانوں میں ولی مرشد کامل اور نبی لوگوں کو اللہ پر ایمان بالغیب کی تلقین کرتے تھے مگر اب انکے جانشین اہل علم، سائنسدان اور محققین تجربے کی بنیاد، رلیبارٹری ٹیسٹ کی اساس پر اللہ کو نہ صرف پہچانتے ہیں بلکہ وحدہ لاشریک مانتے ہیں ان کا تجربہ شاہد ہے" معاذ اللہ

(عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۶۵)

مرد وعورت کی حیثیت ہر لحاظ سے برابر ہے

اسلام نے مردوں اور عورتوں کے علیحدہ علیحدہ حقوق وفرائض مقرر کیے ہیں اور مردوں کو عورتوں پر قوام (سردار) بنایا ہے۔ لیکن "عالمی معاشرہ" کی بھیانک اصطلاح استعمال کر کے نوجوانوں کے ذہن میں یہ "انگریزی غلاظت کدے" اسطرح کے "زہریلے نظریات" بھر رہے ہیں کہ

"عالمی معاشرہ میں جنسی تفریق کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ مرد اور عورت ہر لحاظ سے برابر حیثیت کے مالک قرار گئے ہیں" (عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۲۷۰)

اقوام متحدہ ایک بہت بڑی نعمت ہے

ساری دنیا جانتی ہے کہ ابلیس کی مجلس شوریٰ اقوام متحدہ کے مہیب ہاتھ لاکھوں مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں۔ یہ امریکہ اور برطانیہ جیسے دشمنان اسلام ممالک کی زرخرید باندی ہے جو پوری دنیا میں مسلمان ممالک میں انواع واقسام کے ادارے قائم کر کے سازشوں کا جال بچھاتی ہے اسکے قیام و وجود کو "خوش قسمتی" اور "نعمت" جیسے الفاظ سے کسی صورت میں بھی تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ انجمن امن عالم اور اقوام عالم کے درمیان جنگی تصادم کو روکنے کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کے خلاف یہود ونصاریٰ کے منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے قائم ہوئی۔ اقبال نے "اقوام متفرقہ" کو چند عالمی کفن چوروں کی قبور کی بندر بانٹ کرنے والی مجلس قرار دیا ہے۔

من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

لیکن ہمارے بچوں کو اس کا اصل پس منظر بتانے کی بجائے یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ

"موجودہ معاشرے میں "وحدت فکر وعمل" بین الاقوامی سطح پر موجود ہے آج اقوام متحدہ کا وجود "بہت بڑی نعمت" ہے۔

(عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۸۲)

نیز "خوش قسمتی سے عالمی معاشرہ کو "ترقی اور فلاح" کے لئے ایک ایسے ادارے کی مرکزی قیادت بھی میسر آگئی ہے سابقہ صدیوں کے معاشروں کو دستیاب نہیں تھی" (عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۷۱)

فاسد اور غلط نظریات کو ذہن نشین کرانے کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ ان کے جوابات ان کے سامنے درج کر دیئے جائیں اور طلبہ سے کسی ایک درست جواب کا مطالبہ کیا جائے۔ واضح بات ہے کہ حق و باطل میں تفریق کی صلاحیت سے عاری طلباء ان سوالوں کے وہی جواب دیں گے جو انہوں نے "اصل مضمون" میں پڑھے ہوئے۔

سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں معروضی سوالات کا یہ طریقہ بہت معروف ہے۔ اوپن یونیورسٹی کے مجوزہ نصاب کی کتاب عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۸۳ پر یہ "مہلک ہتھکنڈہ" "خود آزمائی" کے عنوان کے تحت استعمال کیا گیا ہے مثلاً مذکورہ بالا حصہ میں اسلام کے منافی جو حوالہ جات نقل کیے گئے ہیں ان کو بایں طور سوالات قائم کر کے ذہنوں میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۱) ماضی میں "روح عصر" کا راز کس چیز میں پوشیدہ ہے؟

(۱) تلوار کی طاقت (۲) دلائل کی قوت

(۲) آج کا انسان ماضی کے انسان سے زیادہ باعلم ہے یا کم؟

(۱) زیادہ (۲) کم

(۳) موجودہ زمانہ ایمان بالغیب کا عہد ہے یا ایمان بالشہادت کا؟

(۱) ایمان بالغیب (۲) ایمان بالشہادت

(۴) اقوام متحدہ کا وجود موجودہ عالمی معاشرہ کی خوبی ہے یا خامی؟

(۱) خوبی (۲) خامی

(۵) مستقبل میں مسلسل طبی تحقیقات کے ذریعے کیا موت پر قابو پالیا جائے گا؟

(۱) ہاں (۲) نہیں

(۶) مستقبل کے انسان کی جسمانی ساخت موجودہ انسان کی شکل وصورت سے بہت مختلف ہوگی؟

(۱) ہاں (۲) نہیں

(۷) کیا بین السیارگان شادیوں کے نتیجے میں ہم فرشتے یا نوری مخلوق بن جائیں گے۔

(۱) ہاں (۲) نہیں

اور یہ بات ایک معمولی ذہن رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اصل مضمون کی روشنی میں ذکر کردہ سوالات کے جوابات طالب علم بالترتیب یوں دے گا۔

(۱) دلائل کی قوت (۲) زیادہ (۳) ایمان بالشہادت (۴) خوبی (۵) ہاں (۶) ہاں (۷) ہاں ۔

اور یوں یہ کفر اور گمراہ کن نظریات طلباء کے دماغوں میں نقش کالحجر ہو جائیں گے۔

آئندہ سطور میں ایف اے۔ بی اے اور ایم اے انگلش کی کتابوں سے "نصابی فحاشی" کے چند ایسے مناظر "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر پیش کیے جائیں گے۔ جنہیں دیکھ اور پڑھ کر انسانیت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ ان عشقیہ غزلوں، رومانی ناولوں اور زنا کی عملی اور علی الاعلان ترغیب دینے والے افسانوں میں شرم وحیا کا جنازہ نکال دیا گیا ہے۔ بے غیرتی اور چھچھورے پن کی انتہا کر دی گئی ہے۔

آہ! آج کوئی غیرت مند مسلمان حکمران ہوتا تو ادیبوں، شاعروں، افسانہ نگاروں، انشاء پردازوں اور صحافیوں کے روپ میں چھپے ہوئے ان شہوت پرست "حرامی النسل" لوگوں کی زبان کو گدی سے کھینچ لیتا اور مکافات عمل کے طور پر اسلامی سوچ رکھنے والے اہل پاکستان کے مزاج وثقافت سے کھیلنے والوں کی تکا بوٹی کر کے نچوانے اور بھنبھوڑنے کے لئے کتوں کے سامنے ڈال دیتا۔ لیکن افسوس قیام پاکستان سے لیکر اب تک ایسا نہیں ہوا لیکن ایسا کیوں نہیں ہوا؟

اس لئے کہ ملک کے پہلے صدر سکندر مرزا سے لے کر جنرل پرویز تک اور پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان سے لیکر نواز شریف تک ہر ملکی سربراہ نے اسی بے ہودہ نصاب کو پڑھ کر تربیت حاصل کی بنا ایسی صورت میں ان لوگوں سے کسی بھلائی کی توقع کیسے کی جا سکتی تھی۔ جنکی "خشت اول" ہی ٹیڑھی رکھی گئی ہے۔

ہائے افسوس! علمائے کرام جنہوں نے دنیا کو "شریعت محمدی" کا پاکیزہ سبق دینا تھا۔ وہ آج (چند علماء خشیت کا استثناء کر کے) حجروں میں لمبی تان کر سوئے ہوئے ہیں۔ دنیا کے میلوں جھمیلوں میں اس قدر گم ہیں کہ انہیں یاد ہی نہیں پڑتا کہ احکام خداوندی

کی تبلیغ کی جاتی تو [illegible] ہے اور جنھیں روز محشر سب کے سامنے بلا کر پوچھا جائے گا کہ "جب شیطان کے چیلوں نے [illegible] کی قیامت برپا کر رکھی تھی اور دین کے چپے چپے کو [illegible] تمہارے ملک میں تمہارے شہر میں بلکہ تمہاری آنکھوں کے سامنے۔ بلکہ تمہاری مساجد کے قریب ڈیرے ڈالے ہوئے تھیں تم نے ان کا سد باب کیوں نہیں کیا اس وقت تم کہاں مر گئے تھے"۔

جب اللہ روز محشر بلا کر پوچھیگا سب کے سامنے
بتاؤ کیا جواب دو گے اس گھڑی سب کے سامنے

تاریخ نے ایسی بے حسی کا نظارہ کبھی نہیں کیا ہوگا کہ ریاست میں کافروں کے قوانین اور مغربی تعلیم نظام جاری ہو اور احساس زیاں سے لا پرواہ ملت خواب خرگوش میں ہو

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

لیجیے "نصابی فحاشی" کی چند جھلکیاں ملاحظہ کیجئے

لڑکے اور لڑکیوں کو عشقبازی اور یارانے گانٹھنے کی تجرباتی تعلیم

مسلمانو ہوش میں آؤ اور دلوں میں اپنے غیرت کو [illegible] جوش میں آؤ۔۔۔ سکولوں کالجوں میں ہماری اولاد [illegible] "ہیجان انگیز اسباق" پڑھ رہی ہے۔

(ایک دوشیزہ [illegible] میں [illegible] کر ملاح سے کہتی ہے)

"کیا تم [illegible] کیف ماحول میں کشتی کو چلاتے ہوئے میرے پاس لے آؤ اور مجھے جلدی سے اس پر بٹھا لو۔ مجھے یہاں سے دور جنگل کے کنارے پر لے جاؤ۔۔۔ مگر میں تمہیں [illegible] نہیں کر سکوں گی۔ اے میرے مہربان ہمسفر! بس تم مجھے اپنے پہلو میں بٹھاتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یونہی کشتی چلاتے رہو"

(ملاح کی رگ عشق بھی پھڑک اٹھی ہے کہتا ہے)

"جب میں تمہیں تمہارے گھر پہنچا چکوں تو کیا میں تمہارا ہاتھ تھامنے کی جرات کر سکتا ہوں؟"

(لڑکی نے کہا) "ایک کنواری دوشیزہ کیلئے ایسی نازک [illegible] کا فیصلہ کرنا تو بہت مشکل ہے بس میں چاہتی ہوں کہ یہ سفر اسی طرح جاری رہے اور تم یونہی میرے ساتھ میرے پہلو میں بیٹھے رہو" (دسویں جماعت کی انگلش کی کتاب [illegible])

حرامزدگی سکھانے کا طریقہ

[illegible] تعلیم کے شوق میں [illegible] کے لڑکیوں اور مکاری کی تعلیم یوں دی جاتی ہے۔

"[illegible] وہ مجھے اپنے تنگ وتاریک گھر میں لے گئی اور وہاں وہ رونے لگی اور [illegible] آہیں بھرنے لگی۔ تب میں نے اس کی [illegible] آنکھیں بند کیں اور اسے بوسے دیئے" ([illegible] جماعت کی انگلش کی کتاب [illegible])

بی اے کی انگلش کتاب میں بے شرمی کی انتہا

عرض کیا جا چکا ہے کہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بچوں کو جدید یورپی [illegible] تعلیم دی جاتی ہے۔ [illegible] جماعت کی انگلش کتاب کے اقتباسات آپ ملاحظہ کیے اب چودھویں جماعت کی انگریزی کی ایک نظم کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔ اور آگے [illegible] جماعت (ایم اے) کی کتب کی "فحاشیات" بھی تحریر ہیں۔

بقیہ سرورق کے اندرونی صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

ایک عاشق اپنی محبوبہ سے کہتا ہے:۔

"میں دیوانہ ہوں۔ میں محبت میں بچے کی طرح ہوں، ایک پاگل کی طرح (اس کے ہاتھ کو کھینچ لیتا ہے، وہ دور سے چیخنے لگتی ہے) میں آپ سے پیار کرتا ہوں (جھک جاتا ہے) میں آپ سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ میں نے پہلے اتنی محبت کبھی نہیں کی۔ میں نے بارہ عورتوں کی محبت کو ٹھکرایا اور نو عورتوں نے میری محبت کو ٹھکرایا۔ مگر میں نے کسی سے اتنی محبت نہیں کی جتنی آپ سے۔۔۔۔ میں کمزور ہوں، معصوم ہوں، مکمل چکا ہوں۔۔۔۔ میں پاگل کی طرح جھک چکا ہوں، آپ کو اپنا ہاتھ پیش کرتا ہوں۔۔۔۔ شرم! شرم!

میں نے پانچ سال محبت نہیں کی کیونکہ میں نے عہد کیا تھا اور اب میں محبت میں اچانک اسطرح گرفتار جس طرح آلائی ہے۔ میں تمہیں اپنا ہاتھ پیش کرتا ہوں۔ ہاں یا نہیں؟ کیا تم مجھے نہیں چاہتیں؟ بہت خوب!"

(عاشق باہر اٹھتا ہے اور تیزی سے دروازے کی طرف جاتا ہے)

اس کھیل میں سرِ فوقیت ہی انگریز ترا عاشق، مزید ایسی چکنی چپڑی باتیں کر کے پاپیا (محبوبہ کا نام) کو اس قدر مسحور کر لیتا ہے وہ بھی نرم پڑ جاتی ہے اور دونوں بوس و کنار میں کھو جاتے ہیں۔" (بی اے انگلش کی کتاب صفحہ ۲۲۲)

تکلف بر طرف، بے غیرتی کا ننگا ناچ!!!

سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں نے جس نا فہم لڑکے لڑکیوں کی تربیت پہلی جماعت سے شروع کی تھی۔ آج ان کے ہاتھوں میں "اعلیٰ تعلیم" کی "اعلیٰ ڈگری" دینے سے قبل "آسمانی تحفہ" کے طور پر یہ "آخری لیکچر" دیتے ہوئے کچھ "مخصوص تعلیمات" جاری ہیں۔ ذرا اس پیراگراف پر نظر ڈالیے۔

"وہ حیرت کے ساتھ اچانک اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی تلوار اٹھاتے ہوئے بوڑھے آدمی کے ساتھ چل پڑا جو اس کو اس مقام پر لے گیا جہاں تللا کا جوڑا (بے حد شرمگاہیں ملائے) زنا کاری میں مگن تھا۔ جب ناٹ نے یہ منظر دیکھا تو حسد کی آگ اس کے دل میں پیدا ہوئی۔ غصے سے وہ پاگل ہو گیا اور اس نے غصے کے عالم میں ان دونوں کے قتل کی خواہش کی مگر بوڑھے نے بڑی مشکل سے ایسا کرنے سے روک دیا (کہ یہ بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ہے)" (ایم اے انگلش کی کتاب حصہ اول صفحہ ۱۱۲،۱۱۱)

معزز قارئین! سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جانے والی چند کتب میں سے یہ چند اقتباسات بطور نمونہ اور "نشانِ عبرت" کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ایسے گندے، فحش اور حیا سوز مواد سے یہ کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اہل ایمان اسی سے تفصیل خود سمجھ سکتے ہیں۔

طوفان نوح بپا نے سے اے آنکھ کیا فائدہ   وہ آنسو بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

ضروری بات:۔ مزید تفصیلات درکار ہوں تو آئندہ اقساط کا مطالعہ فرمائیں۔

سن بلوغت نوجوانوں کے لئے منفی اثرات قبول کرنے کا انتہائی خطرناک دور ہوتا ہے اس دور میں انسانی سوچوں کے پر نکل آتے ہیں۔ میٹرک سے لے کر ایم اے تک کی زندگی کا یہی وہ نازک ترین حصہ ہے جس سے فائدہ اٹھا کر "فرنگی معمار" اپنے تعمیر کا مظاہرہ کرتے ہوئے نسل نو کے دین و ایمان اور غیرت و حمیت کی شہ رگ پر اپنا "تیز دھار خنجر" چلاتے ہیں۔

لیکن ہم سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی اسلامی تعلیمات سے کترا کر جانے کیوں اپنے "معصوم بچوں" کو ان "قصابوں" کے حوالے کر دیتے ہیں۔

میر بھی کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب   اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

اسلام کی محبت کا دم بھرنے والے مسلمان بھائیو! اگر آپ واقعی سچے اور سچے مذہب اسلام سے محبت کے دعویدار ہیں تو آپ کو اپنے طرز عمل اور طرز زندگی پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔

اگر آپ حکمران ہیں تو بحیثیت حاکم، اگر آپ عالم ہیں تو بحیثیت عالم، اگر آپ پیر ہیں تو بحیثیت مرشد، اگر آپ استاد ہیں تو بحیثیت استاد، اگر آپ باپ ہیں تو بحیثیت باپ، اگر آپ بیٹے ہیں تو بحیثیت بیٹا، اگر آپ بھائی ہیں تو بحیثیت بھائی، اور اگر آپ شوہر ہیں تو بحیثیت شوہر مختصر یہ کہ آپ جس مرتبہ کے انسان بھی ہیں آپکو مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ موجودہ اور آئندہ نسلوں کو کفر و گمراہی کے عمیق گڑھوں میں گرنے سے بچانا چاہتے ہیں یا خاموش تماشائی بن کر تعلیم کے مقدس نام پر یہ "گھناؤنا کھیل" اسی طرح دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس طرح گذشتہ ۵۴ سال سے جاری ہے۔ اگر آپ خود کو اور اپنی نسلوں کو رشد و ہدایت کی شاہراہ اور شریعت اسلامی کی پٹڑی پر چلانا چاہتے ہیں تو یہ "فرنگیت" کے کلی خاتمہ کے بغیر ناممکن ہے۔ اور فرنگیت کا کلی خاتمہ انگریزوں کے نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کا کلی استیصال کئے بغیر محال ہے۔ کیونکہ "فرنگیت" اور "یورپی تہذیب" کی رگ جان یہی نصاب اور یہی نصاب تعلیم ہے۔

آؤ! آج عہد کریں، اللہ عزوجل کے حضور گڑگڑائیں، معافی مانگیں، اپنی انفرادی اور اجتماعی غلطیوں سے توبہ کریں۔ اور پھر سے اپنے روٹھے ہوئے رب کو منا کر اس کی بارگاہ میں امت مسلمہ کے گمشدہ عظیم منصب "دنیا کی امامت" کی التجا کریں۔ ہمارا خدا بے حد مہربان ہے وہ ہماری خستہ حالی پر ضرور رحم و کرم فرمائے گا۔

آئیں! اپنے ذاتی انا کے بتوں کو توڑ ڈالیں، اپنی شہرت اور نمائش کیلئے تعمیر کردہ مندروں کی بنیادیں اکھاڑ پھینکیں اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر "ناقابل تسخیر" قوت بن جائیں، ایک اور نیک ہو جائیں اور انگریزوں کے مسلط کردہ سازشی نصاب تعلیم اور نظام تعلیم پر "تین حرف" بھیج کر "محمدی نصاب و نظام تعلیم" کے نفاذ کے لئے راستہ ہموار کریں۔

کیا لعنتی نظام تعلیم اور مغضوب نصاب تعلیم کے خلاف اکسانے اور ہمارے قلب و ضمیر کو جھنجھوڑنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کردہ کتاب مبین کی یہ آیت مقدسہ کافی نہیں؟

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ (الحدید آیت ۱۶)

ترجمہ:۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا اہل ایمان کیلئے کہ جھک جائیں ان کے دل یاد الٰہی کیلئے اور اس سچے کلام کیلئے جو اترا ہے، اور نہ بن جائیں ان لوگوں کی طرح جنہیں کتاب دی گئی اس سے پہلے پس لمبی مدت گزر گئی ان پر تو سخت ہو گئے ان کے دل اور ایک کثیر تعداد ان میں نافرمان بن گئی۔

ہمت کیجئے، آگے بڑھیئے اور توبہ کیجئے۔

آگیا ہے شعور، توبہ کر   ایک دفعہ ضرور توبہ کر
گھاس اُگنے لگی ہے پتھر میں   چھوڑ دے اب غرور توبہ کر
"روح محمدؐ" بلا رہی ہے تجھے   اے میرے مرد غیور توبہ کر
جو کچھ ہو چکا، سو ہو چکا   رب غفور کے حضور توبہ کر
نصاب مغرب منبع دنیائے دوں   حب دنیا، متاع غرور توبہ کر
عذر گناہ بدتر از گناہ   مان لے اپنا قصور توبہ کر
صدیقی اسے ذات کا مسئلہ نہ بنا   نصاب مقہور سے ضرور توبہ کر

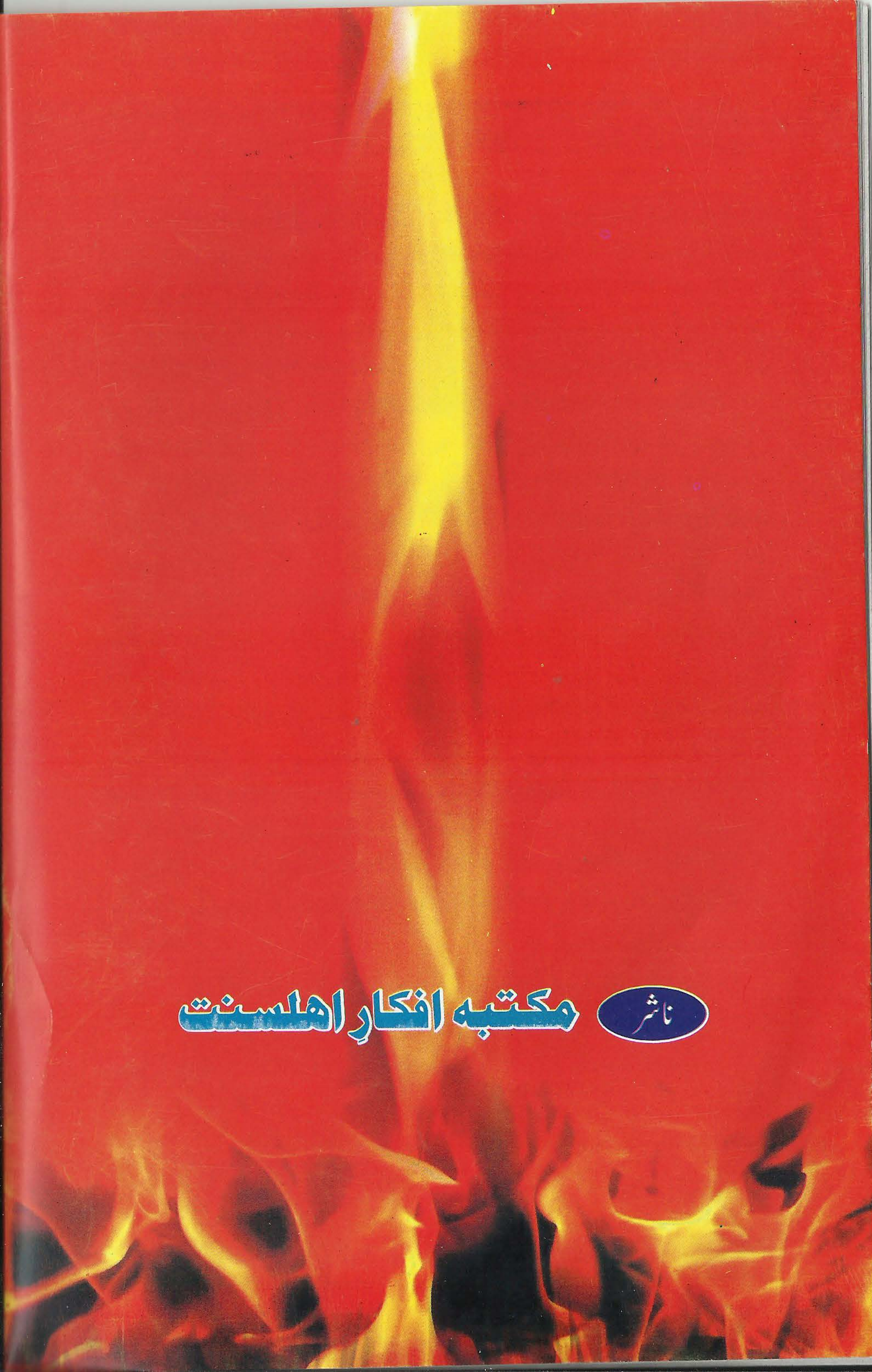
ناشر
مکتبہ افکارِ اہلسنت